امام اہلسنّت امام احمد مُحدِّث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے
بارے میں پھیلائے جانے والے مغالطوں کا ردّ بلیغ

نقاب کُشائی

تالیف

مولانا شہزاد احمد نقشبندی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:32439799

نام کتاب : نقاب کشائی

مؤلف : مولانا شہزاد احمد نقشبندی

سن اشاعت : صفر المظفر ۱۴۳۱ھ/فروری ۲۰۱۰ء

تعدادِ اشاعت : ۲۸۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

حضور سید عالم ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک اُمّت مسلمہ مذہب اہلسنّت و جماعت پر کاربند رہی ہے، لیکن اس خطہ برصغیر پاک و ہند میں انگریز کے آتے ہی اس کے بل بوتے پر فرقہ وہابیہ کا پرچار شروع ہوا جس نے تمام اکابرینِ اسلام کی خدمات کو مشکوک بنانے کی بھی کوشش کیا اور ان کے عقائد و نظریات کو شرکیہ قرار دے کر گویا پوری امت کو مشرک قرار دے دیا، حتیٰ کہ انہوں نے حضور ﷺ کی توہین و تنقیص میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی جس پر ان کی کتب تقویۃ الایمان، صراط مستقیم کی عبارات شاہد ہیں، جیسے ہی کہیں سے ان کو عظمت و شانِ مصطفیٰ ﷺ کے اظہار کی خوشبو محسوس ہوتی ہے فوراً تقریر و تحریر سے اس کے خلاف ردّ کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں، اسی طرح انہوں نے ہم اہلسنّت و جماعت کے مقتدا، امام احمد رضا مُحدِّث بریلوی پر بھی طرح طرح کی الزام تراشیاں کیں اور ان کے بارے میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

مؤلف نے اس کتاب میں وہابیہ کی ان غلط باتوں کا جواب دینے کی بھرپور کوشش کی ہے جو انہوں نے امام اہلسنّت امام احمد رضا مُحدِّث بریلوی کی طرف منسوب کی ہیں۔ جمعیت اشاعت اہلسنّت اس عوام کے لئے مفید جانتے ہوئے اپنے مفت سلسلۂ اشاعت کے 190 نمبر پر شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مصنف اور اراکین ادارہ کی اس سعی کو قبول فرمائے۔

محمد عرفان المانی

فہرست مضامین

الحمد لولیہٖ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد القاھرین علیٰ عدوّہٖ

وَعلیٰ آلہ واصحابہٖ الَّذِین یُعارِضُون مُعَانِدِیْہ. اَمَّابعدُ

کیا امام اہلسنّت امام احمد رضا محدِّث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شرفعلی تھانوی ہم سبق تھے؟

آجکل دیوبندی حضرات سیدھے سادے لوگوں میں بڑے زوروشور سے یہ پروپیگنڈہ پھیلانے میں مصروف ہیں کہ دیوبندیوں اور بریلویوں (یعنی اہل سنت و جماعت) کے درمیان بنیادی طور پر تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے بلکہ بریلویوں کے امام احمد رضا اور ہمارے حکیم الامت شرفعلی تھانوی بچپن میں ایک ساتھ مدرسہ دیوبند میں پڑھتے تھے، دونوں کے استاد ایک ہی تھے اور دونوں ہم سبق بھی تھے۔ ہوا یوں کہ دونوں کا کسی بات پر آپس میں جھگڑا ہوگیا جس کے نتیجے میں بریلویوں کے امام احمد رضا مدرسہ دیوبند چھوڑ کر بریلی چلے آئے اور وہاں اپنا مدرسہ کھول لیا اور علمائے دیوبند کی تکفیر شروع کردی۔ دیوبندیوں کے اس پروپیگنڈے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی توجہ اُن کفریہ عبارات سے ہٹائی جائے جو اُن کے اکابرین نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں اور ان کو یہ بات باور کرائی جائے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے اکابرین کی جو تکفیر کی ہے وہ ذاتی دشمنی کی بنا پر کی ہے۔ لیکن دیوبندی حضرات شاید یہ بات بھول جاتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ درج ذیل سطور میں اُن کے اسی پروپیگنڈے کا پول کھولا گیا ہے تاکہ آئندہ اُن لوگوں کو اس طرح کا جھوٹ بولنے کی جرأت نہ ہو۔

امام احمد رضا کا یومِ ولادت

اعلیٰ حضرت کی ولادت ۱۰ شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء، ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمبت کو ہوئی۔ (مصطفیٰ رضا خان بریلوی، مولانا، مفتی: ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۴ حامد اینڈ کمپنی لاہور)

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''ولادت باسعادت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد مائۃ حاضرہ، مؤیدِ ملّتِ طاہرہ مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب کی آپ کے شہر بریلی شریف محلّہ جسولی میں، کہ پہلے وہی آپ کا آبائی مکان اور حضرت جدِ امجد

مولانا شاہ رضا علی خان صاحب قدس سرہٗ کا قیام تھا، ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء موافق ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمبت کو ہوئی۔'' (ظفرالدین بھاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت جلداوّل صفحہ ۱۰۲ کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز لاہور)

شرفعلی تھانوی کا یوم پیدائش

شرفعلی تھانوی کی پیدائش ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو چہار شنبہ کے دن بوقت صبح صادق ہوئی۔

(عزیزالحسن مجذوب، مولوی: اشرف السّوانح جلداوّل صفحہ ۵۴ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان)

امام احمد رضا کا حصولِ علم

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا ظفرالدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''جب عربی کی ابتدائی کتابوں سے حضور فارغ ہوئے، تو تمام درسیات کی تکمیل اپنے والد ماجد حضرت مولانا مولوی نقی علی خان صاحب قادری برکاتی متولد ۱۲۴۶ھ متوفی ۱۲۹۷ھ سے تمام فرمائی اور تیرہ سال دس مہینہ کی عمر شریف میں ۱۲۸۶ھ میں تمام درسیات سے فراغ پایا۔'' (حیات اعلیٰ حضرت جلداوّل صفحہ ۱۱۴)

شرفعلی تھانوی کا حصولِ علم

حضرت والا نے قرآن شریف زیادہ تر حافظ حسین علی صاحب مرحوم سے حفظ کیا جو دہلی کے باشندہ تھے۔ بالکل ابتدائی فارسی میرٹھ میں مختلف استادوں سے پڑھی تھی لیکن وہاں کے استادوں کے اب نام بھی یاد نہیں رہے۔ پھر تھانہ بھون میں فارسی کی متوسطات حضرت مولانا فتح محمد صاحب سے پڑھیں اور انتہائی کُتُب ابوالفضل تک اپنے ماموں واجد علی صاحب سے پڑھیں جو ادب فارسی کے استاد کامل تھے پھر تحصیل عربی کے لئے دیو بند تشریف لے گئے وہاں بقیہ کتب فارسی مولانا منفعت علی صاحب دیوبندی سے پڑھیں۔ یعنی پنج رقعہ، قصائد عرفی اور سکندر نامہ۔

(اشرف السّوانح جلداوّل صفحہ ۵۶)

عربی کی پوری تکمیل دیوبند ہی میں فرمائی اور صرف ۱۹ یا ۲۰ سال ہی کی عمر میں بفضلہٖ تعالیٰ فارغ التحصیل ہوگئے تھے۔ مدرسہ دیوبند میں قریباً پانچ سال بسلسلہ طالب علمی رہنا ہوا۔ آخر ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ میں وہاں داخل ہوئے اور شروع ۱۳۰۱ھ میں فارغ التحصیل ہوگئے۔ عربی کی

ابتدائی کتابیں اپنے وطن تھانہ بھون میں حضرت مولانا فتح محمد صاحب سے پڑھیں اور دیوبند پہنچ کر ''مشکوٰۃ شریف'' ''مختصر المعانی'' ''نورالانوار'' اور ''ملاحسن'' شروع کی تھیں۔ (اشرف السّوانح جلداوّل صفحہ ۵۷)

امام احمد رضا کے اساتذہ

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا ظفرالدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''اعلیٰ حضرت کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے۔ حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہٗ العزیز کے علاوہ پنجتن پاک کے عشاق صرف یہ پنج نفوسِ قدسیہ ہیں۔ (۱) اعلیٰ حضرت کے وہ استاد جنھوں نے ابتدائی کتابیں پڑھائیں۔ (۲) جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۳) جناب مولانا عبدالعلی صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (۴) حضرت سلالۂ خاندان برکاتیہ سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ (۵) اور والد ماجد۔ پیرومرشد قدست اسرارہم کو شامل کر کے چھ نفوسِ قدسیہ ہوتے ہیں۔ اِن چھ حضرات کے علاوہ حضور نے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیا۔ مگر خداوند عالم نے محض اپنے فضل و کرم اور آپ کی محنت و خداداد ذہانت کی وجہ سے اتنے علوم وفنون کا جامع بنایا کہ پچاس فنون میں حضور نے تصنیفات فرمائیں۔'' (حیاتِ اعلیٰ حضرت جلداوّل صفحہ ۱۱۵)

اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل ۲۲ علوم وفنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ سے حاصل کئے، ''علم قرآن، علم حدیث، اُصول حدیث، فقہ، جملہ مذاہب، اُصول فقہ، جَدَل، تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، مناظرہ، فلسفہ، تکسیر، ہیئت، حساب، ہندسہ'' حضرت شاہ آل رسول (۱۲۹۷ھ ۱۸۷۹ء) شیخ احمد بن زینی دحلان مکّی (۱۲۹۹ھ ۱۸۸۱ء) شیخ عبدالرحمٰن مکّی (۱۳۰۱ھ ۱۸۸۳ء) شیخ حسین بن صالح مکّی (۱۳۰۲ھ ۱۸۸۴ء) شیخ ابوالحسین احمد النوری (۱۳۴۲ھ ۱۹۰۶ء) علیہم الرحمۃ سے بھی استفادہ کیا اور مندرجہ ذیل دس علوم وفنون حاصل کئے، ''قراَت، تجوید، تصوّف، سُلوک، اَخلاق، اَسماء الرجال، سِیَر، تاریخ، لُغت، ادب۔'' مندرجہ ذیل ۱۴ علوم وفنون ذاتی مطالعے اور بصیرت سے حاصل کئے، ''ارثماطیقی، جبرو مقابلہ، حساب سینی، لوگازعات، توقیت، مناظرو مرایا، اکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح،

ہیئت جریدہ، مربعات، جفر، زائر چہ۔'' اس کے علاوہ نظم ونثر فارسی، نظم ونثر ہندی، خط نسخ، خط نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ اوّل صفحہ۱)

شرفعلی تھانوی کے اساتذہ

(۱) حافظ حسین علی صاحب دہلوی (۲) مولانا فتح محمد صاحب (۳) اشرفعلی تھانوی کے ماموں واجد علی (۴) مولانا منفعت علی دیوبندی۔ (اشرف السوانح جلد اوّل صفحہ۵۶، ۵۷)

جس وقت امام احمد رضا مُفتی بن چکے تھے اُس وقت شرفعلی تھانوی کی عمر

اعلیٰ حضرت ۱۲۸۶ھ کو مسندِ افتاء پر فائز ہوئے اُس وقت آپ کی عمر چودہ (۱۴) سال تھی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلا فتویٰ جو دیا تھا ملاحظہ فرمائیے،

''منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا، حُرمتِ رضاعت لائے گا۔ یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب سے پہلے اِس فقیر نے لکھا اور اِسی چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو منصبِ افتاء عطا ہوا۔ اور اِسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء، ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمبت کو ہوئی تو منصبِ افتاء ملنے کے وقت فقیر کی عمر تیرہ برس دس مہینہ چار دن کی تھی جب سے اب تک برابر یہی خدمت دین لی جارہی ہے والحمدللہ۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اوّل صفحہ۱۴)

شرفعلی تھانوی کی پیدائش ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو ہوئی اور اعلیٰ حضرت ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو مسندِ افتاء پر فائز ہو چکے تھے، اُس وقت شرفعلی تھانوی کی عمر ۶ سال تھی۔ کیا یہ ۶ سال کا شرفعلی تھانوی اعلیٰ حضرت کا ہم عمر اور ہم سبق ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا اِس عمر کا بچہ ایک مُفتی سے لڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر لڑے گا تو پھر جو انجام ہوگا اُس کا بھی اندازہ کرلیں۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت صرف مفتی ہی نہیں تھے، پٹھانوں کے قبیلہ بڑہیچ سے آپ کا تعلق بھی تھا۔

جس وقت شرفعلی تھانوی ایک عام مولوی بن چکا تھا اُس وقت امام احمد رضا کا علمی مقام

جس وقت شرفعلی تھانوی ۱۳۰۱ھ کو ایک عام مولوی بن کر مدرسہ سے فارغ ہوا تھا اُس وقت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مسندِ افتاء پر فائز ہوئے پندرہ (۱۵) سال ہو چکے تھے اور آپ تقریباً سو (۱۰۰) کتابوں کے مصنف بن چکے تھے اور اِس کے علاوہ ہندوستان کے طول وعرض میں آپ

کے فتاویٰ اور جلالتِ علمی کے ڈنکے بجتے تھے۔ ۱۳۰۱ھ تک آپ کی تصانیف کی ایک مختصر سی فہرست اور سن تالیف درج کئے جاتے ہیں، (۱) ضوء النّهاية فی اعلام الحمد والهداية ۱۲۸۵ھ (۲) حلّ خطا الخط ۱۲۸۸ھ (۳) السّعی المشکور فی ابداء الحق المهجور ۱۲۹۰ھ (٤) معتبر الطالب فی شیون أبی طالب ۱۲۹٤ھ (٥) النیّرة الوضیّة شرح الجوهرة المضیّة ۱۲۹۵ھ (٦) أطائب الأكسير فی علم التّكسير ۱۲۹٦ھ (٧) نفی الفیء عمّن استنار بنوره کلّ شیء ۱۲۹٦ھ (٨) قمر التمام فی نفی الظّلّ عن سیّد الانام ۱۲۹٦ھ (٩) أعلام الأعلام بان هندوستان دار الإسلام ۱۲۹۸ھ (١٠) إعتقاد الأحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والأصحاب ۱۲۹۸ھ (١١) أنفس الفكر فی قربان البقر ۱۲۹۸ھ (١٢) إقامة القيامة علیٰ طاعن القيام لنبیّ تهامة ۱۲۹۹ھ (١٣) هدی الحیران فی نفی الفیء عن سیّد الأكوان ۱۲۹۹ھ (١٤) مُنیر العین فی حکم تقبیل الابهامین ۱۳۰۱ھ۔

جس وقت امام احمد رضا مسندِ اِفتاء پر فائز ہو چکے تھے اُس وقت شرفعلی تھانوی کی حرکتیں

جس وقت اعلیٰ حضرت مسندِ اِفتاء پر فائز ہو چکے تھے اُس وقت شرفعلی تھانوی کی کیسی کیسی حرکتیں تھیں، ملاحظہ فرمائیے، ''ایک دفعہ مجھے کیا شرارت سُوجھی کہ برسات کا زمانہ تھا مگر ایسا کہ کبھی برس گیا کبھی کھل گیا مگر چار پائیاں باہر ہی بچھتی تھیں جب برسنے لگا چار پائیاں اندر کرلیں جب کھل گیا باہر بچھالیں۔ والدہ صاحبہ کا تو انتقال ہو چکا تھا بس والد صاحب اور ہم دونوں بھائی ہی مکان میں رہتے تھے تینوں کی چار پائیاں ملی ہوئی بچھتی تھیں۔ ایک دن میں نے چپکے سے تینوں چار پائیوں کے پائے آپس میں خوب کس کے باندھ دیئے اب رات کو جو مینہ برسنا شروع ہوا تو والد صاحب جدھر سے بھی گھسیٹتے ہیں تینوں کی تینوں چار پائیاں ایک ساتھ گھسٹتی چلی آتی ہیں۔ رسیاں کھولتے ہیں تو کھلتی نہیں کیونکہ خوب کس کے باندھی گئی تھیں کاٹنا چاہا تو چاقو نہیں ملتا غرض بڑی پریشانی ہوئی اور بڑی مشکل سے پائے کھل سکے اور چار پائیاں اندر لے جائی جاسکیں۔ اس میں اتنی دیر لگی کہ خوب بھیگ گئے۔ والد صاحب بڑے خفا ہوئے کہ یہ کیا نا معقول حرکت تھی۔''

(اشرف السوانح جلداوّل صفحہ ۵۰ اشرفعلی تھانوی،مولوی:الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ جلد ٤ صفحہ ٢٦٠ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

''حضرت والا کونماز کا بچپن ہی سے اِس قدر شوق تھا کہ بعض کھیلوں میں بھی نماز ہی کی نقل اُتارتے مثلاً سب ساتھیوں کے جوتے جمع کئے اور اُن کی صفیں بنائیں اور ایک جوتا صفوں کے آگے رکھ دیا اور خوش ہوئے کہ جوتے بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔'' (اشرف السوانح جلداوّل صفحہ ٥١)

''ایک مرتبہ میرٹھ میں میاں الٰہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد تھی سب نمازیوں کے جوتے جمع کر کے اُس کے شامیانہ پر پھینک دیئے۔''

''ایک صاحب تھے بیکری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے والد صاحب نے اُن کو ٹھیکہ کے کام پر رکھ چھوڑا تھا ایک مرتبہ کمریٹ سے بھوکے پیاسے پریشان گھر آئے اور کھانا نکال کر کھانے میں مشغول ہوئے گھر کے سامنے بازار ہے میں نے سڑک پر سے ایک کتے کا پلہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر آ کر اُن کی دال کی رکابی میں رکھ دیا بیچارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور کچھ نہیں کہا۔'' (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ جلد ٤ صفحہ ٢٦١)

میں ایک روز پیشاب کر رہا تھا بھائی صاحب نے آ کر میرے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا ایک روز ایسا کہ بھائی پیشاب کر رہے ہیں میں نے اُن کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ جلد ٤ صفحہ ٢٦٢)

دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے کا کتنا خیال ہے کہ ایک دوسرے کو غسل کرا رہے ہیں۔ گرمی کا موسم ہوگا۔

ایک واقعہ حفظِ کلام مجید کے بعد کا یاد آیا۔ ایک نابینا حافظ تھے جن کو کلام مجید بہت پختہ یاد تھا اور اُس کا اُن کو ناز بھی تھا۔ اُن کو حضرت والا قبل بلوغ نوافل میں کلام مجید سُنایا کرتے تھے۔ ایک بار رمضان شریف میں دن کو اُن سے قرآن مجید کا دَور کر رہے تھے۔ حضرت والا نے دَور کے وقت اُن کو متنبہ کر دیا کہ حافظ جی میں آج تم کو دھوکا دوں گا اور یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ فلاں آیت میں دھوکا دوں گا۔ حافظ جی نے کہا میاں جاؤ بھی تم مجھے کیا دھوکا دے سکتے ہو بڑے بڑے حافظ تو مجھے دھوکا دے ہی نہ سکے۔ حضرت والا جب سُنانے کھڑے ہوئے اور اِس آیت پر پہنچے ﴿اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ تو بہت ترتیل کے ساتھ پڑھا جیسا کہ رکوع کرنے کے قریب حضرت والا

کا معمول ہے اُس کے بعد اِس سے آگے جب ﴿اَللّٰهُ يَعْلَمُ الخ﴾ پڑھنے لگے تو لفظ اللہ کو اِس طرح بڑھا کر پڑھا کہ جیسے رکوع میں جا رہے ہوں اور تکبیر یعنی ''اللہ اکبر'' کہنے والے ہوں بس حافظ جی یہ سمجھ کر رکوع میں جا رہے ہیں فوراً رکوع میں چلے گئے ادھر حضرت والا نے آگے قرأت شروع کر دی ﴿يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ الخ﴾ اب اِدھر حافظ جی تو رکوع میں پہنچے اور اُدھر قرأت شروع ہو گئی فوراً حافظ جی سیدھے ہو کر کھڑے ہوئے، اِس پر حضرت والا کو بے اختیار ہنسی آ گئی اور قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور ہنسی سے اِس قدر مغلوب ہوئے کہ نماز توڑ کر (یاد رہے کہ قہقہہ مار کر ہنسنے سے نماز خود بخود فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی دوبارہ کرنا پڑتا ہے۔ شہزاد) الگ ہو گئے۔ (اشرف السوانح ج ١، ص ٥٠)

یہ ہیں دیوبندیوں کے حکیم الاُمت، جامع المجدد دین کے تجدیدی کارنامے جن پر اِن لوگوں کو ناز ہے۔ یہ مُجدّدِ دین ہے یا مجددِ شرارت؟

کیا ایسا شخص امام احمد رضا کا ہم عصر ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اکابرین دیوبند کی تکفیر اُن کی اُن کُفریہ عبارات کی وجہ سے کی ہے جو انھوں نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں، اور نہ ہی علمائے دیوبند نے اپنی اُن کفریہ عبارات سے توبہ کی ہے۔ اُن کُفریہ عبارات میں سے چند عبارات ملاحظہ فرمائیے،

''پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اُس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اِس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔'' (اشرفعلی تھانوی،مولوی:حفظ الایمان صفحہ ١٣ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

''دلیل اِس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی اُمت سے اگر مُمتاز ہوتے ہیں تو صرف عُلوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل تو اُس میں بسا اوقات اُمتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔''

(قاسم نانوتوی،مولوی:تحذیر الناس دارالاشاعت کراچی)

''بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔'' (قاسم نانوتوی،مولوی:تحذیر الناس دارالاشاعت کراچی)

''بلکہ اگر بعد زمانہ نبوی ابھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا

چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اِسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔'' (تحذیر الناس، صفحہ ۳٤)

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلافِ نُصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نُصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔'' (خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی: براھینِ قاطعہ صفحہ ٥٥ کتب خانہ امدادیہ دیو بند)

یہ ہیں علمائے دیو بند کی کُفریہ عبارات جن سے آج تک اُن کو رجوع کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مِصداق، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو الزام دیتے ہیں کہ انھوں نے ہمارے اکابرین کی تکفیر کی اَب اگر کسی کا دل خود ہی جہنم میں جانے کو چاہے اور وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہو جائے اور وہ خود ہی انگریزوں سے وظیفہ کھائے بیٹھا ہو تو اُس میں امام احمد رضا کا کیا قصور؟ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنا فرض ادا کیا ہے اِس بات کا اقرار خود دیو بندیوں کو بھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے،

''اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علمائے دیو بند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے انھیں سمجھا تو خانصاحب پر اُن علمائے دیو بند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔'' (مرتضیٰ حسن دربھنگی، مولوی: اشد العذاب علی مسیلمۃ البنجاب صفحہ ۱۳ مطبع مجتبائی جدید دہلی)

ایک اور جگہ لکھا ہے، ''جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کُفر ہے۔ اِسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کُفر ہے۔'' (اشد العذاب علی مسیلمۃ البنجاب صفحہ ۲)

ایک اور جگہ لکھا ہے، ''ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہو جائے تو اُس کا وبال کس پر ہوگا؟ آخر علماء کا کام کیا ہے جب وہ کُفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے۔'' (اشد العذاب علی مسیلمۃ البنجاب صفحہ ۲)

دیو بندیوں کے امام العصر انور شاہ کشمیری (دیابنہ کے اِس امام العصر نے خود اپنی کتاب "فیض الباری شرح بخاری" میں شانِ اُلوہیت میں ایسے کلمات لکھے ہیں جو کہ صریح کُفر ہیں) لکھتا ہے، ''یہ دین نہیں ہے کہ

کسی مسلمان کو کافر کہا جائے اور نہ ہی یہ دین ہے کہ کسی کافر کو کافر نہ کہا جائے، اور اُس کے کُفر سے چشم پوشی کی جائے۔'' (انور شاہ کشمیری مولوی: اکفار الملحدین صفحہ ۳٦ مکتبہ لدھیانوی کراچی)

''جو مسلمان شخص رسول اللہ ﷺ پر (العیاذ باللہ) سب وشتم کرے، یا آپ کو جھوٹا کہے، یا آپ میں عیب نکالے، یا کسی بھی طرح آپ کی توہین و تنقیص کرے وہ کافر ہے اور اُس کی بیوی اُس کے نکاح سے باہر ہو جائے گی۔'' (اکفار الملحدین صفحہ ۲۱۰)

''یا کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے، یا کسی بھی طرح اُن کی تحقیر و توہین کرے، مثلاً تحقیر کی نیت سے بصورت تصغیر اُن کا نام لے، یا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کی نبوّت کو جائز کہے، ایسا شخص کافر ہے۔'' (اکفار الملحدین صفحہ ۲۱۳)

محمد یوسف بنوری نے کتاب ''اکفار الملحدین'' کا تعارف اِن الفاظ میں لکھا:

''اسی لئے علمائے اُمت پر کچھ بھی ہو اور کیسے ہی طعنے کیوں نہ دیئے جائیں، رہتی دنیا تک یہ فریضہ عائد ہے اور رہے گا کہ وہ خوف وخطر اور ''لومۃ لائم'' (ملامت کرنے والوں کی ملامت) کی پرواہ کیئے بغیر جو شرعاً ''کافر'' ہے اُس پر ''کُفر'' کا حکم اور فتویٰ لگائیں..... اور جو بھی فرد یا فرقہ قرآن و حدیث کی نُصوص کی رُو سے ''اسلام'' سے خارج ہو اُس پر اسلام سے خارج اور دین سے بے تعلق ہونے کا حکم اور فتویٰ لگائیں، اور کسی بھی قیمت پر اُس کو مسلمان تسلیم نہ کریں، جب تک سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع نہ ہو، یعنی قیامت تک ...... نیز علمائے حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اُس کو ''کافر'' نہیں بناتے، ''کافر'' تو وہ خود اپنے اختیار سے کُفریہ عقائد یا اقوال و افعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، وہ تو صرف اُس کے کُفر کو ظاہر کرتے ہیں۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۳۹)

علمائے دیو بند کی اِن عبارات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ دیو بندیوں کی طرف سے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام کہ انھوں نے دیو بندی اکابرین کی بلاوجہ تکفیر کی ہے، بے جا اور تعصب پر مبنی ہے۔

یہ عبارات کسی تبصرے کی محتاج نہیں کیونکہ تمام عبارات اردو میں اور اُن کا مفہوم بالکل واضح ہے جس کو ہر اُردو سمجھنے والا سمجھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مجھے اور تمام اہلِ سنت کو صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اِسی میں ہم سب کی نجات ہے۔ (آمین)

کیا امام احمد رضا نے بریلی میں تکفیر کی مشین لگا رکھی تھی؟

یہ الزام عرصہ دراز سے امام اہلسنّت امام احمد رضا محدِّث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر لگایا جارہا ہے کہ وہ ''مکفر المسلمین'' تھے، انھوں نے بریلی میں ''کفر ساز'' مشین لگا رکھی تھی جہاں سے وہ مسلمانوں کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ گویا اعلیٰ حضرت پر یہ الزام لگایا جارہا ہے کہ انھوں نے اکابرینِ دیوبند کی جو تکفیر کی ہے وہ بلاوجہ کی ہے۔ علمائے اہلسنّت کی طرف سے اِس الزام کے متعدد بار جوابات دیئے جاچکے ہیں لیکن اِلزام لگانے والے بھی بڑے ڈھیٹ اور بے شرم ہیں کہ بار بار جوتے کھانے کے باوجود بھی اُن کی تسلّی نہیں ہوتی۔

ملّا آں باشد کہ چپ نہ شود

شاید اِن حضرات کو بار بار جوتے کھانے میں مزا آتا ہے۔ لیکن کوئی بات نہیں اگر انھیں جوتے کھانے میں مزا آتا ہے تو ہمیں جوتے مارنے میں مزا آتا ہے۔ چنانچہ

عبدالرزاق ملیح آبادی کی ہرزہ سرائی

عبدالرزاق ملیح آبادی نے اعلیٰ حضرت کے متعلق ''ذکرِ آزاد'' میں یوں ہرزہ سرائی کی ہے، ''یاد رہے مولانا احمد رضا خان صاحب اپنے اور اپنے معتقدوں کے سوا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بلکہ ابوجہل و ابولہب سے بھی بڑھ کر اکفر سمجھتے تھے۔'' (عبدالرزاق ملیح آبادی، مولوی: ذکرِ آزاد صفحہ ۱۲۱)

شاید عبدالرزاق ملیح آبادی یہ بات لکھتے وقت ''تقویۃ الایمان'' کو بھول گئے تھے۔ ورنہ ''ذکرِ آزاد'' کے کسی صفحے پر اُس کا بھی تذکرہ کر دیتے کہ کس طرح اُن کے ممدوح اسماعیل دہلوی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تمام عالمِ اسلام کو ابوجہل کی طرح مشرک لکھا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کے قلمِ تکفیر ساز کی زد سے اُن کے دادا شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اور اُن کے چچا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمہا اللہ تعالیٰ بھی محفوظ نہیں رہے۔

اسماعیل دہلوی مسلمانوں کی تکفیر کے شوق میں اِس قدر اندھا ہوگیا تھا کہ خود بھی ''تقویۃ الایمان'' کی زد میں آگیا، ملاحظہ فرمائیے،

اسماعیل دہلوی ''تقویۃ الایمان'' کی زد میں

''فرمایا کہ بے شک ہوگا اسی طرح جب تک چاہے گا اللہ، پھر بھیجے گا ایک باؤ اچھی سو جان

نکال لے گی جس کے دل میں رائی کے دانہ بھر ایمان ہوگا سو رہ جاویں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں، سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔'' (اسماعیل دہلوی، مولوی: تقویۃ الایمان صفحہ ۹۵ مکتبہ خلیل لاہور)

آگے لکھا ہے: ''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا، سو پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔'' (تقویۃ الایمان صفحہ ۹۶)

اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ بقول اسماعیل دہلوی کے پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق اللہ تعالیٰ نے وہ باؤ بھیج دی جو جان نکال لے گی اُن لوگوں کی جن کے دل میں رائی کے دانہ بھر ایمان ہوگا۔ اِس طرح ایمان دار لوگ تو مر گئے اور پیچھے رہ گیا اسماعیل دہلوی۔ سچ ہے جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے۔

خاندانِ ولی اللّٰہی کا فرد ہونا اسماعیل دہلوی کے لئے نافع نہیں

یاد رہے کہ آج کل کچھ دیوبندی حضرات یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ''دیکھو جی شاہ اسماعیل شہید تو خاندانِ ولی اللّٰہی کے ایک فرد تھے اور یہ لوگ خاندانِ ولی اللّٰہی کو کافر کہتے ہیں۔'' یاد رکھو دیوبندیو! کنعان حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا لیکن تھا نافرمان، جس کی وجہ سے طوفانِ نوح میں غرق ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ یہ تیرا بیٹا نہیں ہے۔ اِسی طرح لوط علیہ السلام کی بیوی ایک نبی کی بیوی ہونے کے باوجود کافروں کی ساتھی تھی اِسی لئے وہ بھی عذاب کا شکار ہوگئی۔ یزید بیٹا تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا لیکن تھا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل۔ اگر نوح علیہ السلام کا بیٹا، لوط علیہ السلام کی بیوی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یزید گمراہ ہوسکتے ہیں تو کیا شاہ ولی اللہ محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرتبہ اُن حضرات سے زیادہ تھا کہ اُن کا پوتا اسماعیل دہلوی اپنی حرکتوں کے باوجود بھی گمراہ نہیں ہے۔ ایں چہ بوالعجبی است

دوسری بات یہ کہ اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہیں کی ہے۔ اور اُس کی توہین آمیز عبارات کو ضرور کفریہ بتایا ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہوچکی تھی۔ ہاں البتہ اعلیٰ حضرت کی ولادت سے بھی کئی سال قبل امام فضلِ حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کی ہے۔

حسین احمد ٹانڈوی کا الزام

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی نے اپنے گالی نامہ ''الشہاب الثاقب'' میں جگہ جگہ اعلیٰ حضرت کو ''مُجدِّد التکفیر'' لکھا ہے۔

ٹانڈوی صاحب اپنے قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی اور جامع المجدد دین کے تجدیدی کارنامے ملاحظہ فرماتے تو انھیں کبھی ''شہاب ثاقب'' نامی گالی نامہ لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

عبدالحی لکھنوی کا الزام

ابوالحسین عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے:

''مسارعاً فی التّکفیر قد حمل لواء التّکفیر و التّفریق فی الدّیار الھندیة فی العصر الأخیر۔'' (عبد الحی لکھنوی، مولوی: نزھة الخواطر جلد ۸ صفحہ ۳۹ دائرہ معارف عثمانیہ حیدرآباد دکن)

یعنی، تکفیر میں بہت عجلت پسند ہے۔ زمانہ اخیر میں اُسی نے دیارِ ہند میں تکفیر اور تفریق کا عَلَم بلند کیا۔

''تقویة الایمان'' مسلمانوں کو لڑانے کے لئے لکھی گئی

دیارِ ہند میں تکفیر اور تفریق کا عَلَم اعلیٰ حضرت نے نہیں اسماعیل دہلوی نے بلند کیا تھا، جس نے کتاب ''تقویة الایمان'' مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لئے لکھی تھی۔ چنانچہ اشرفعلی تھانوی نے لکھا:

''میں (اسماعیل دہلوی) جانتا ہوں کہ اِس (تقویة الایمان) میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً اُن اُمور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے اِن وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اِس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی...... اِس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اِس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔'' (اشرفعلی تھانوی، مولوی: ارواح ثلاثہ صفحہ ۷۶ مکتبة الحسن لاہور)

اسماعیل دہلوی نے ''تقویة الایمان'' کے ذریعے تفریق کا ایسا بیج بویا ہے کہ دو سو سال ہونے کو ہیں کہ مسلمانوں میں ہر طرح انتشار کا ایسا سلسلہ جاری ہے کہ رُکنے میں نہیں آتا۔

رئیس احمد جعفری کی علمی خیانت

رئیس احمد جعفری اعلیٰ حضرت کے بارے میں یوں تمسخر کرتے ہوئے لکھا کہ ''مولانا احمد رضا بریلوی نے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے خلاف ۷۲ وجوہ پر مشتمل کُفر کا فتویٰ دیا۔ جس میں ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا نام عبدالباری تھا اور لوگ انھیں باری میاں کہتے ہیں اگر اُن کا نام عبداللہ ہوتا تو لوگ انھیں اللہ میاں کہتے لہٰذا کافر۔'' (رئیس احمد جعفری، آزادئ ہند، صفحہ ۱۸۹)

اس کے جواب میں ہم صرف یہی کہیں گے کہ اگر دیوبندیوں میں غیرت ہے تو اِس بے بنیاد الزام کا ثبوت دو ورنہ لعنة اللہ علی الکاذبین کا طوق گلے میں ڈال لو۔ دراصل بندے سے شرم و حیاء رُخصت ہو جائے تو اُسے اِس بات کی رُخصت ہے کہ وہ جو جی میں آئے کہے۔

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا مُحدِّث بریلوی رحمة اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرینِ دیوبند کی تکفیر اُن کی اُن کُفریہ عبارات کی وجہ سے کی ہے جو آج تک اُن کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اگر اکابرینِ دیوبند چند سو روپوں کے عوض کُفریہ عبارات نہ لکھتے تو امام اہلسنّت رحمة اللہ تعالیٰ علیہ کو کیا ضرورت تھی کہ وہ خواہ مخواہ اکابرین دیوبند کی تکفیر کرتے۔ پھر بار بار اکابرین دیوبند کی توجہ اُن عبارات کی طرف دلائی گئی اور انھیں اُن عبارات سے رُجوع کرنے کے لئے کہا گیا۔ آخر یہ عبارات آسمان سے تو اُتری ہوئی نہ تھیں کہ اُن سے رجوع نہ کیا جا سکے۔ لیکن اکابرینِ دیوبند نے اپنی عبارات سے رُجوع تو نہ کیا اُلٹا علمائے حق کو الزامات دینے شروع کر دیئے۔ آخر کار جب اکابرینِ دیوبند کے رُجوع کی کوئی صورت نہ رہی تو امام احمد رضا بریلوی رحمة اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرینِ دیوبند کی تکفیر کی اور اپنے فتاویٰ کو ''حسام الحرمین'' کے نام سے مرتب کیا اور علمائے حرمین شریفین سے تصدیقات حاصل کیں۔

اب اکابرینِ دیوبند کی وہ عبارات پیش کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے امام اہلسنّت احمد رضا بریلوی رحمة اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن کی تکفیر کی۔ یہ عبارات ہر اُردو خواں آسانی سے سمجھ سکتا ہے، کیونکہ تمام عبارات اُردو میں ہیں۔ مُنصِف مزاج آدمی کے لئے یہ عبارات پڑھنے کے

بعد یہ فیصلہ کرنا مشکل نہ ہوگا کہ علمائے دیوبند کا امام اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر بلاوجہ تکفیر کا الزام لگانا محض ضد اور ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں۔ چنانچہ بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی نے اپنے ایک رشتہ دار احسن نانوتوی کے ایک سوال کے جواب میں ایک رسالہ ''تحذیر الناس'' لکھا جس سے پورے متحدہ ہندوستان میں ایک ہلچل مچ گئی اور کسی نے بھی قاسم نانوتوی کے اِس ذہنی افتراء کی تائید نہیں کی۔ ہوا یوں کہ قاسم نانوتوی کے رشتہ دار احسن نانوتوی نے ''تفسیر دُرِّ منثور'' میں مذکور اثرِ ابن عباس کے بارے میں دریافت کیا تو موصوف نے اثرِ ابن عباس کو دلیل بناتے ہوئے ''خاتم النبیین'' کا ایک نیا مفہوم اخذ کیا جو آج تک کسی نے نہ کیا تھا۔ حالانکہ اکابرینِ اُمت نے اِس اثر کو شاذ قرار دیا ہے اور اُسے عقیدہ ختم نبوّت کے منافی قرار دیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں،

''تحذیر الناس'' کی پہلی متنازعہ عبارت

''بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اوّل معنےٰ ''خاتم النبیین'' معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دِقّت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ''ولکن رّسول الله وخاتم النبيّين'' فرمانا اِس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اِس کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقامِ مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔

(تحذیر النّاس، صفحہ ٤)

اِس عبارت میں موصوف کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ''خاتم النبیین'' سے یہ مراد لینا کہ حضور ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں یہ صرف عوام کا خیال ہے لیکن اہلِ علم حضرات کا یہ خیال نہیں ہے کیونکہ آیت ''ولکن رّسول الله وخاتم النبيّين'' حضور ﷺ کی مدح میں نازل ہوئی ہے اور زمانے کے اعتبار سے مقدم یا مؤخر ہونا کوئی فضیلت کی بات نہیں ہے اس لئے آپ ﷺ کی خاتمیت باعتبار زمانی اس صورت میں صحیح نہیں ہوسکتی۔ البتہ اگر اس آیت کو مدح قرار نہ دیا جائے تو پھر آپ کو آخری نبی کہنا صحیح ہوسکتا ہے۔ موصوف کی یہ بات لغو ہے اسی لئے موصوف کو خود بھی اِس بات

کا احساس ہے کہ کوئی بھی میری اس بات کی حمایت نہیں کرے گا۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں،

''مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی''

(تحذیر النّاس، صفحہ ٥)

''تحذیر الناس'' کی موافقت سوائے عبدالحی کے کسی نے نہیں کی

اور ہوا بھی یوں پورے ہندوستان میں کسی نے بھی موصوف کے اِس قول کی موافقت نہیں کی ماسوائے عبدالحی (یاد رہے کہ عبدالحی لکھنوی نام کے دو اشخاص ہندوستان میں ہوئے ہیں اُن میں سے ایک کی کنیت ابوالحسنات تھی جو متعدد کُتب ورسائل کے مصنّف اور محشّی تھے برصغیر میں طبع ہونے والے ہدایہ اور شرح وقایہ پر اُن ہی کے حواشی ہیں، فقہاءِ احناف کے تراجم میں ''الفوائد البہیہ'' کے نام سے کتاب اُن ہی کی لکھی ہوئی ہے اور اِن کا امام اہلسنّت نے ''فتاویٰ رضویہ'' میں اپنے کلمات میں ذکر فرمایا ہے جب کہ دوسرے کی کنیت ابوالحسن تھی جس نے ''نزھۃ الخواطر'' نامی کتاب لکھی اور یہ شخص ایک متعصب وہابی تھا) کے۔ اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں،

''جس وقت مولانا نے ''تحذیر الناس'' لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی صاحب کے مولانا کو ہمارے بزرگوں کے ساتھ بے حد عقیدت اور محبت تھی۔'' (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد ٥، صفحہ ۲۹۷)

موصوف نے جو عقیدہ گھڑا ہے یہی عقیدہ تو قادیانیوں کا بھی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے،

''تحذیر الناس'' اور مرزائیوں کے عقائد میں موافقت

''ایک بہت بڑی غلط فہمی ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی کرنے سے پیدا ہوگئی ہے...... ''خاتم النبیین'' کا لفظ حضرت نبی کریم کے لئے مقامِ مدح میں ہے جس سے آپ کے مرتبہ کی بلندی مقصود ہے یعنی آپ کی شان سب سے اونچی ہے ورنہ سب سے آخر میں ہونا کوئی قابلِ تعریف بات نہیں۔'' (پیغام حق صفحہ ۱۱ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

عقیدۂ ختم نبوت ضروریاتِ دین میں سے ہے اور جو ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرے یا اُس میں تاویل کرے تو یہ بھی کُفر ہے۔ انور شاہ کشمیری نے ''اکفار الملحدین'' نے لکھا کہ،

ضروریاتِ دین میں تاویل کا حکم

''اربابِ حل وعقد علماء کا اِس پر اِجماع ہے کہ''ضروریاتِ دین'' میں کوئی ایسی تاویل کرنا بھی کُفر ہے جس سے اُس کی وہ صورت باقی نہ رہے جو تواتر سے ثابت ہے، اور جواب تک ہر زمانہ کے خاص وعام مسلمان سمجھتے سمجھاتے چلے آئے ہیں، اور جس پر اُمت کا تامل رہا ہے۔''

(اکفار الملحدین صفحہ ۷۳)

ضروریاتِ دین میں ایسی تاویل کرنا جو نص قطعی اور اِجماع اُمت کے خلاف ہو اِلحاد و زَندِقہ ہے۔

تاویل کی قسمیں

''یاد رکھئے! تاویلیں دو قسم کی ہیں، ایک وہ تاویل جو قرآن وحدیث کی کسی قطعی نص اور اجماع اُمت کے مخالف نہ ہو، دوسری تاویل وہ ہے جو کسی نص قطعی یا اِجماع اُمت کے منافی اور مخالف ہو۔ ایسی تاویل کرنا ہی الحاد و زندقہ ہے۔'' (اکفار الملحدین، صفحہ ۱۸٤)

ضروریاتِ دین کے منکر کا حکم

ضروریاتِ دین کا منکر چاہے اہلِ قبلہ میں سے ہی کیوں نہ ہو اُس کی تکفیر کی جائے گی۔
مولوی محمد ادریس میرٹھی نے لکھا کہ،

'اور دونوں بزرگوں (مُحقق ابن امیر الحاج اور شیخ سبکی) کے نزدیک ضروریاتِ دین کا انکار یا موجباتِ کُفر کا ارتکاب کرنے والا شخص قطعاً کافر ہے، اگر چہ وہ اہلِ قبلہ میں سے ہو اور خود کو مسلمان کہتا ہو احکامِ شرعیہ اور عبادات پر کار بند بھی ہو، نیز یہ ثابت ہوا کہ ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا انکار یا موجباتِ کُفر کا ارتکاب اُس کو اہلِ قبلہ سے خارج کر دیتا ہے، (اس لئے ہم کہتے ہیں کہ وہ اکابرین دیوبند بشمول انورشاہ کشمیری کے جنہوں نے شانِ اُلوہیت یا شانِ رسالت میں نازیبا کلمات لکھے یا کہے موجبات کُفر کے ارتکاب نے انہیں اہلِ قبلہ ہونے سے خارج کر دیا) نیز یہ کہ اہلِ قبلہ ہونے کے معنیٰ ''قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے'' سمجھنا ناواقفیت کی دلیل ہے۔'' (محمد ادریس میرٹھی، مولوی: حاشیہ اکفار الملحدین صفحہ ۱۰۷ مکتبہ لدھیانوی کراچی)

ضروریاتِ دین کے انکار میں کوئی تاویل مسموع نہیں۔ مولوی محمد ادریس میرٹھی نے لکھا کہ،

''ضروریاتِ دین کے انکار میں کوئی تاویل مسموع اور معتبر نہیں، اس لئے کہ جو تاویل قرآن، حدیث، اجماع اُمت، یا قیاسِ جلی کے خلاف ہو وہ قطعاً باطل ہے۔''

(حاشیہ اکفار الملحدین صفحہ ۱۲۱)

''پس ثابت ہوا کہ ضروریاتِ دین میں تاویل کرنا کُفر سے نہیں بچا سکتا۔''

(اکفار الملحدین صفحہ ۱٦۲، صفحہ ۱۸۵)

''خاتم النبیین'' کا معنیٰ آخری نبی ہونے پر اُمت کا اِجماع ہے

''خاتم النبیین'' کا یہ معنیٰ کہ حضور ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اس پر اُمت کا اِجماع ہے۔
انورشاہ کشمیری نے لکھا کہ،

''عہدِ نبوت سے اب تک اُمتِ محمدیہ کا ہر حاضر و غائب فرد عہد بعہد اِس عقیدہ کو سُنتا، سمجھتا اور مانتا چلا آتا ہے حتیٰ کہ ہر زمانہ میں تمام مسلمانوں کا اِس پر ایمان رہا ہے کہ: ''خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہ ہوگا۔'' (اکفار الملحدین صفحہ ۷۵)

اب اگر کوئی شخص یہ بات کہتا ہے کہ یہ صرف عوام کا خیال ہے اہلِ فہم کے نزدیک ''خاتم النبیین'' کے یہ معنی درست نہیں ہیں تو ایسا شخص انورشاہ کشمیری دیوبندی کے نزدیک بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قاسم نانوتوی پر بھی تو یہی الزام ہے کہ اُس نے ''خاتم النبیین'' کا مفہوم متعین کرنے میں ایسی تاویل کی ہے کہ اُس کی وہ صورت باقی نہیں رہی جو کہ تواتر سے ثابت ہے۔ تو پھر امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر کیوں بلاوجہ تکفیر کا الزام لگایا جاتا ہے؟

''تحذیر الناس'' کی دوسری متنازعہ عبارت

قاسم نانوتوی نے ایک اور لکھا کہ،

''بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔'' (تحذیر الناس، صفحہ ۱۸)

''تحذیر الناس'' کی تیسری متنازعہ عبارت

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز

کیا جائے۔'' (تحذیر الناس صفحہ ۳۴)

اب قادیانیوں کا عقیدہ ملاحظہ فرمایئے،

مرزائیوں کا عقیدہ

''ایسے نبی بھی آسکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے لئے بطور ظل ہوں گے...... اِس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں فرق نہیں آتا۔'' (مرزا بشیر الدین محمود، قادیانی: دعوت الامیر صفحہ ۲۵ مطبوعہ قادیان)

''تحذیر الناس'' کی چوتھی متنازعہ عبارت

''دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی اُمت سے اگر مُمتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔''

(تحذیر الناس صفحہ ۷)

دیوبندیوں کا ایک الزام اور اُس کا جواب

دیوبندی حضرات کو اِس بات کا شکوہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ''تحذیر الناس'' کی عبارات لکھتے وقت درمیان میں (۔) نہیں لکھا اور اعلیٰ حضرت نے ان عبارات کو خودساختہ معنی پہنائے ہیں۔ چنانچہ ''تحذیر الناس'' مطبوعہ دار الاشاعت کراچی کے صفحہ ۶۴ پر ''احمد رضا خان صاحب بریلوی کی علمی دیانت کا ایک نمونہ'' کے عنوان سے بتایا گیا ہے کہ یہ عبارات مختلف جگہوں سے لی گئی ہیں۔ گویا اعلیٰ حضرت نے ''تحذیر الناس'' کی عبارات نقل کرتے ہوئے خیانت سے کام لیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ''تحذیر الناس'' کی عبارات کا خلاصہ پیش کیا ہے اس لئے ان کو مسلسل ہی لکھا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ عبارات جو ''تحذیر الناس'' میں مختلف جگہوں پر موجود ہیں اُن میں سے ہر عبارت اپنی جگہ پر مستقل کُفر ہے۔ اس لئے انھیں مسلسل لکھنے یا علیحدہ لکھنے سے قاسم نانوتوی کُفر کے الزام سے بری نہیں ہو جاتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ''تحذیر الناس'' کی عبارات کو خودساختہ معنی ہرگز نہیں پہنائے۔ اِن عبارات کا جو مفہوم ہے وہ اِن کے سیاق وسباق سے بالکل واضح ہے۔ اِس لئے اعلیٰ حضرت نے کوئی خیانت

نہیں کی ہے ہاں البتہ علمی خیانت دیکھنی ہو تو اپنے کھدر پوش شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی (جن کے بارے میں عبد الرزاق ملیح آبادی نے ''شیخ الاسلام نمبر'' میں لکھا ہے کہ، ''تم نے کبھی خُدا کو بھی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خُدا کو بھی اُس کے عرش عظمت وجلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ ربّ العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آکر رہے گا۔'' (عبد الرزاق ملیح آبادی، مولوی: ''شیخ الاسلام نمبر'' صفحہ ۵۹ الجمعیۃ دہلی، صفحہ ۱۱۳ مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ) کی کتاب ''شہاب ثاقب'' کا مطالعہ کرو جس میں آپ کے شیخ الاسلام نے فرضی کتابیں بھی گھڑ لی ہیں۔

براہین قاطعہ کی کفریہ عبارت

خلیل احمد انبیٹھوی نے مولانا عبد السمیع بیدل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''انوارِ ساطعہ'' کے جواب میں ایک کتاب ''براہینِ قاطعہ'' لکھی جس میں شیطان اور ملک الموت کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے زیادہ لکھا۔ اس کتاب کی تصدیق رشید احمد گنگوہی نے کی۔ موصوف نے لکھا کہ،

> ''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم مُحیط زمین کا فخر عالَم کو خلافِ نُصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وُسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نُصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'' (براہینِ قاطعہ، خلیل احمد انبیٹھوی، صفحہ ۵۵)

۱۔ اس عبارت میں حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کیا گیا ہے لیکن اسی علم کو شیطان اور ملک الموت کے لئے نص سے ثابت بتایا گیا ہے۔

۲۔ اس عبارت میں ایک طرف تو حضور ﷺ کے لئے علم مُحیط زمین کو شرک قرار دیا گیا ہے لیکن دوسری طرف جب اُن کے پیشوا شیطان کی باری آئی تو یہی علم اُس کے لئے ثابت کرنا عین ایمان قرار دے دیا گیا بلکہ بقول انبیٹھوی کے اُس کے لئے قرآن میں نص بھی وارد ہے۔

۳۔ موصوف کو حضور ﷺ کے علم مُحیط زمین کے لئے قرآن میں ایک بھی آیت نظر نہیں آئی

لیکن جب اپنے پیشوا شیطان کی باری آئی تو اُس کے علم کے لئے نص نظر آ گئی۔

۴۔ ایک چیز جس کا حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک ہو وہی چیز شیطان کے لئے قرآن کی نص سے ثابت ہو کیا کوئی اسماعیلی (دیوبندی حضرات اہلسنت کو امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت کی وجہ سے رضا خانی کہتے ہیں تو جواب میں ہم انھیں اسماعیل دہلوی کی نسبت سے اسماعیلی کہیں تو انھیں ناراض نہیں ہونا چاہئے) دیوبندی وہابی اس کی کوئی مثال پیش کرسکتا ہے؟

''حفظ الایمان'' کی کفریہ عبارت

اشرفعلی تھانوی سے حضور ﷺ کے علم غیب کے متعلق ایک سوال پوچھا گیا جس کا موصوف نے یہ جواب دیا:

''پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اِس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔''

(حفظ الایمان، صفحہ ۸۔ دیوبند، صفحہ ۱۳)

''اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیلِ نقلی و عقلی سے ثابت ہے''۔ (حفظ الایمان صفحہ ۸۔ دیوبند، صفحہ ۱۴)

اشرفعلی تھانوی نے علم غیب کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ بعض علم غیب اور کُل علم غیب۔ کُل علم غیب کے بارے میں لکھا کہ کل علم غیب حضور ﷺ کے لئے نقلی اور عقلی لحاظ سے محال ہے اور بعض علم غیب کے متعلق لکھا کہ اِس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

یہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی ہے کہ ان کے علم اور جانوروں کے علم کا ایک ساتھ ذکر کیا جائے۔ بھلا پاگلوں اور جانوروں کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے کیا نسبت۔

تھانوی کے وُکلاء کی فاسد تاویلیں

تھانوی کی یہ عبارت اِس قدر گستاخانہ اور گھٹیا ہے کہ اُن کے وکلاء نے بھی اِس کا مفہوم متعین کرنے میں قلابازیاں کھائی ہیں۔ تھانوی کے ایک وکیل مرتضیٰ حسن در بھنگی نے لکھا کہ،

''عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اِس قدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی۔

(توضیح البیان، صفحہ ۱۲)

دوسرے وکیل منظور نعمانی لکھتے ہیں:

''حفظ الایمان'' کی اِس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہاں بدوں تشبیہ کے ''اتنا'' کے معنی میں ہے۔''

(منظور نعمانی، مولوی: فتح بریلی کا دلکش نظارہ، صفحہ ۴۰)

گویا مرتضیٰ حسن در بھنگی اور منظور نعمانی کے نزدیک تھانوی کی اس عبارت میں لفظ ''ایسا'' تشبیہ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ ''اتنا'' اور ''اس قدر'' کے معنی میں ہے۔ البتہ اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو کفر ہوتا۔ واہ کیا تاویل ہے۔ اب اِن دونوں کے متعین کردہ مفہوم کو تھانوی کی ناپاک عبارت میں سمجھا جائے تو عبارت یوں ہوگی،

''پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے اتنا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔'' معاذ اللہ

تھانوی کے اِن دونوں حضرات کے متعین کردہ مفہوم سے تو تھانوی کا کفر پہلے سے بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے، کہ حضور ﷺ کے علم کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کے برابر قرار دے دیا۔

تھانوی کے تیسرے وکیل ٹانڈوی نے لکھا کہ،

''جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ''ایسا'' فرمار ہے ہیں لفظ ''اتنا'' تو نہیں فرمار ہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور

کیا ہے۔ اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ''ایسا'' تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔'' (حسین احمد ٹانڈوی، مولوی:شہاب ثاقب، صفحہ۱۰۲،کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، صفحہ۲٤۹ ادارہ تحقیقات اهل سنّت، لاہور)

تھانوی کے کُفر پر مُہر

مرتضٰی حسن دربھنگی اور منظور نعمانی کے مطابق شرفعلی تھانوی کی عبارت میں لفظ ''ایسا'' تشبیہ کے معنی میں نہیں ہے اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو کُفر ہوتا لیکن یہاں تو اس کے معنی ''اتنا'' اور ''اِس قدر'' کے ہیں۔ اور ٹانڈوی کے نزدیک لفظ ''ایسا'' تشبیہ کے معنی میں ہے اگر ''اتنا'' کے معنی میں ہوتا تو کُفر ہوتا۔ اِن تاویلات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مرتضٰی حسن دربھنگی اور منظور نعمانی نے لفظ ''ایسا'' کا جو مفہوم متعین کیا ہے حسین احمد ٹانڈوی کے فتویٰ کے مطابق شرفعلی تھانوی کافر اور جو مفہوم حسین احمد ٹانڈوی نے متعین کیا ہے مرتضٰی حسن دربھنگی اور منظور نعمانی کے فتویٰ کے مطابق شرفعلی تھانوی کافر ہو جاتا ہے۔ یہ ہے اِن لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پھٹکار۔

''حفظ الایمان'' کی عبارت کُھلی ہوئی گُستاخانہ ہے اور کُھلی ہوئی گُستاخانہ عبارت کی تاویلیں قطعاً ناقابلِ التفات ہیں۔ اِن کے انور شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا کہ،

''اچھا میں آپ سے ہی پوچھتا ہوں: جو شخص مسیلمہ کذاب کو کافر نہ کہے اور اُس کے صاف وصریح دعویٰ نبوت اور قرآن کے مقابلہ میں کہی ہوئی ''تک بندیوں'' میں تاویلیں کرے، اُس کو آپ کیا کہیں گے؟ اِسی طرح کیا ایک کُھلے ہوئے بُت پرست کو آپ کہیں گے کہ: ''وہ بُت کو سجدہ نہیں کرتا بلکہ اُس کو دیکھتے ہی منہ کے بل گر پڑتا ہے، اِس لئے وہ کافر نہیں ہے۔''؟ کیا یہ کُھلی ہوئی زبردستی اور سینہ زوری نہیں ہے؟ جب ہم اپنی آنکھوں سے اُسے بار بار بُت کے سامنے سربسجود دیکھتے ہیں تو اُس کو کیسے کافر نہ کہیں؟ اور اُس کی ''صنم پرستی'' کی تاویلیں اور توجیہیں کیسے سُنیں؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا! اِس قسم کی مہمل تاویلیں قطعاً ناقابلِ التفات ہیں۔''

(اکفار الملحدین، صفحہ۸۳)

یہ ہیں اکابرینِ دیوبند کی وہ کُفریہ عبارات جن کی وجہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن کی تکفیر کی۔ علمائے دیوبند کو اِن عبارات سے توبہ کرنے کی توفیق تو نہیں ہوئی اُلٹا امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الزام دیتے ہیں کہ انھوں نے ہمارے اکابرین کی عبارات کو خود ساختہ معنی پہنائے۔ دیوبندی اسماعیلی مذہب کی بنیاد اسماعیل دہلوی نے اپنی بدنام زمانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' میں لکھا کہ،

''یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اُس سے کچھ اور معنی مرادی لے۔'' (تقویۃ الایمان، صفحہ۱۲۳)

ایک مغالطہ اور اُس کا ردّ

یہاں ایک مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ اکابرینِ دیوبند نے جو عبارات اپنی کتابوں میں لکھی ہیں وہ صرف اُس زمانہ میں گمراہی کے دفعیہ اور لوگوں کی اصلاح کے لئے لکھی گئی ہیں۔ گستاخی کی نیت سے نہیں لکھی گئی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی شان میں گُستاخی کرنے والے کی نیت اگرچہ گستاخی کی نہ بھی ہو تو بھی اُس کی تکفیر کی جائے گی۔ خود ان کے اپنے مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا، ''جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیتِ حقارت نہ کی ہو مگر اُن سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اِس بحث کو بوضاحت تامہ حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) نے مع دلائل کے ذکر فرمایا ہے۔'' (شہاب ثاقب، صفحہ۵۷)

کلمۂ کُفر کہنے والے کے قصد وارادہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا

''کلمۂ کُفر کہنے والے کی تکفیر میں قصد وارادہ کا اعتبار کرنا سراسر غلط ہے۔''

(اکفار الملحدین صفحہ۱۵۸)

''حاصل یہ ہے کہ جو شخص زبان سے کوئی کلمۂ کُفر کہتا ہے، خواہ ہنسی مذاق کے طور پر یا کھیل تفریح کے طور پر یہ شخص سب کے نزدیک کافر ہے، اِس میں اُس کی نیت یا عقیدہ کا کوئی اعتبار نہیں۔'' (اکفار الملحدین، صفحہ۲۲۵)

صریح کُفر کے مرتکب کا حکم

جو شخص صریح کُفر کا مُرتکب ہو اُس کی تکفیر کی جائے گی اگرچہ وہ اہلِ قبلہ ہی کیوں نہ ہو۔ ان

کے مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا کہ،

''اِس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اہلِ قبلہ کو کافر کہا جاسکتا ہے (جب کہ وہ کُفرِ صریح کے مُرتکب ہوں) اگر چہ وہ قبلہ سے منحرف نہ بھی ہوں، نیز یہ بھی ثابت ہوگیا کہ بسا اوقات قصداً کُفر اختیار کیئے بغیر اور تبدیلِ مذہب کا ارادہ کیئے بغیر بھی انسان کافر ہوجاتا ہے (یعنی اگر چہ انسان خود کو مسلمان سمجھتا رہے تب بھی کُفریہ قول یا فعل کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے کافر ہوجاتا ہے۔'' (اکفار المُلحدین، صفحہ ۱۱۳)

''اِس سے معلوم ہوا کہ اہلِ قبلہ اگر کُفریہ عقاید و اعمال یا مُوجباتِ کُفر کو اختیار کریں، تو خود کو مسلمان کہنے اور سمجھنے کے باوجود بھی کافر ہوجاتے ہیں اور اُن کی تکفیر واجب ہے۔''

(اکفار المُلحدین، صفحہ ۱۱۵)

''کسی مسلمان کے کافر ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ قصداً اسلام کو چھوڑ کر کسی اور مذہب کو اختیار کرے، بلکہ کُفریہ عقائد اور اقوال و اعمال کا اختیار کرلینا ہی اسلام سے خارج اور کافر ہوجانے کے لئے کافی ہے، حدیثِ خوارج میں ''یمرقون'' کا لفظ خاص طور پر اس کو ظاہر کرتا ہے۔'' (اکفار المُلحدین، صفحہ ۱۴۲)

اکابرینِ دیوبند کی کُفریہ عبارات پر اطلاع کے بعد اُن کی تکفیر فرض تھی

امام اہلسنّت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرینِ دیوبند کی تکفیر بلاوجہ نہیں کی بلکہ اکابرین دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر مطّلع ہونے کے بعد اُن پر تکفیر فرض ہوچکی تھی، چنانچہ مرتضٰی حسن دربھنگی دیوبندی کی سُنیے اس نے لکھا کہ،

''اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے انھیں سمجھا تو خانصاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔'' (اشد العذاب علی مسیلمۃ الپنجاب، صفحہ ۱۳)

ایک اور جگہ لکھا کہ، ''جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کُفر ہے۔ اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کُفر ہے۔'' (اشد العذاب علی مسیلمۃ الپنجاب، صفحہ ۲)

ایک اور جگہ لکھا کہ، ''ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہوجائے تو اس

کا وبال کس پر ہوگا؟ آخر علماء کا کام کیا ہے جب وہ کُفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے۔'' (اشد العذاب علی مسیلمۃ الپنجاب، صفحہ ۲)

دیوبندیوں کے امام العصر انور شاہ کشمیری نے لکھا کہ،

''یہ دین نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہا جائے اور نہ ہی یہ دین ہے کہ کسی کافر کو کافر نہ کہا جائے، اور اُس کے کُفر سے چشم پوشی کی جائے۔'' (اکفار المُلحدین صفحہ ۳۶)

رسول اللہ ﷺ پر سب وشتم اور تنقیص کرنے والے کا حکم

''جو مسلمان شخص رسول اللہ ﷺ پر (العیاذ باللہ) سب وشتم کرے، یا آپ کو جھوٹا کہے، یا آپ میں عیب نکالے، یا کسی بھی طرح آپ کی توہین وتنقیص کرے وہ کافر ہے اور اُس کی بیوی اُس کے نکاح سے باہر ہوجائے گی۔'' (اکفار المُلحدین، صفحہ ۲۱۰)

''یا کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے، یا کسی بھی طرح اُن کی تحقیر و توہین کرے، مثلاً تحقیر کی نیت سے بصورت تصغیر ان کا نام لے، یا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کی نبوت کو جائز کہے، ایسا شخص کافر ہے۔'' (اکفار المُلحدین، صفحہ ۲۱۴)

گمراہ عقیدہ والے کی تحسین کرنے والے کا حکم

''جس شخص نے کسی گمراہ عقیدہ والے شخص کے قول کی تحسین کی، یا یہ کہا کہ یہ (عام فہموں کی سطح سے بلند ہے) معنوی کلام ہے (ہر شخص اس کی مراد نہیں سمجھ سکتا)، یا یہ کہا کہ اُس کلام کے صحیح معنی بھی ہوسکتے ہیں (اور اُس کی کوئی خلافِ ظاہر تاویل کی) تو اگر اُس قائل کا وہ قول کُفریہ (موجبِ کفر) ہے تو اُس کی تحسین کرنے والا (یا اس کو صحیح کہنے والا یا تاویل کرنے والا) بھی کافر ہوجائے گا۔'' (اکفار المُلحدین، صفحہ ۲۲۳)

حاصل یہ ہے کہ اکابرینِ دیوبند خود ایک دوسرے کے فتوٰی کی رُو سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، تعجب یہ ہے کہ خود اُن کے اپنے فتوٰی ان کے اپنے خلاف ہیں کہ خود ہی گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں اور خود ہی فتوٰی دیتے ہیں کہ ایسا کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے خود ہی اپنے بڑوں کی کُفریہ عبارت میں بے تکی تاویلیں کرتے ہیں اور پھر خود یہ بھی لکھتے ہیں کہ ایسی تاویلیں ناقابلِ التفات ہیں، خود ہی اپنے بڑوں کی گستاخانہ عبارت سے پُر کُتب کی تحسین کرتے

ہیں اور پھر خود یہ بھی لکھتے ہیں کہ کُفریہ قول کی تحسین کرنے والا بھی کافر مرتد ہو جائے گا۔

علمائے اُمت پر فرض ہے کہ وہ شرعاً کافر پر کُفر کا حکم لگائیں

محمد یوسف بنوری نے کتاب ''اکفار الملحدین'' کا تعارف لکھا ہے وہ لکھتے ہیں، ''اسی لئے علمائے اُمت پر کچھ بھی ہو اور کیسے ہی طعنے کیوں نہ دئے جائیں، رہتی دنیا تک یہ فریضہ عائد ہے اور رہے گا کہ وہ خوف وخطر اور ''لومة لائم'' (ملامت کرنے والوں کی ملامت) کی پرواہ کئے بغیر جو شرعاً ''کافر'' ہے اُس پر ''کُفر'' کا حکم اور فتویٰ لگائیں......اور جو بھی دیا فرقہ قرآن و حدیث کی نُصوص کی رُو سے ''اسلام'' سے خارج ہو اُس پر اسلام سے خارج اور دین سے بے تعلق ہونے کا حکم اور فتویٰ لگائیں، اور کسی بھی قیمت پر اُس کو مسلمان تسلیم نہ کریں، جب تک سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع نہ ہو، یعنی قیامت تک......نیز علمائے حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اُس کو ''کافر'' نہیں بناتے، ''کافر'' تو وہ خود اپنے اختیار سے کُفریہ عقائد یا اقوال و افعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، ایک طرف دیو بندی یہ لکھتے ہیں کہ علماء حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اس کو کافر نہیں بناتے، کافر تو وہ خود اپنے عقائد یا اقوال یا افعال اختیار کرنے سے بنتا ہے، وہ تو صرف اس اس کے کُفر کو ظاہر کرتے ہیں، دوسری طرف وہ تو صرف اس کے کُفر کو ظاہر کرتے ہیں۔ (اکفار الملحدین، صفحہ ۳۹)

کلمہ کُفر اختیار کرنے والے شخص کے بارے میں یہ چند قول فیصل پیش کئے گئے۔ جس کسی کو مزید تسلی و تشفی مقصود ہو وہ دیو بندیوں کے خود ساختہ امام العصر ''انور شاہ کشمیری'' کی کتاب ''اکفار الملحدین'' کا مطالعہ کرے، حق اور باطل اس شخص پر واضح ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اعلیٰ حضرت تکفیر کے معاملے میں انتہائی محتاط تھے

باقی رہی یہ بات کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بریلی میں ''کُفر ساز مشین'' لگا رکھی تھی جہاں سے وہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے تھے، تو یہ محض بے جا ہے۔ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تکفیر کے معاملے میں انتہائی محتاط تھے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں،

''لزوم و التزام میں فرق ہے اقوال کا کلمۂ کُفر ہونا اور بات ہے، اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہے۔ ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے

گا حکمِ کُفر جاری کرتے ڈریں گے۔ فقیر غفرلہ تعالیٰ نے اِس مبحث کا قدرے بیان آخر رسالہ ''سبحٰن السّبوح عن كذب عيب مقبوح'' میں کیا اور وہاں بھی با آنکہ اس امام وطائفہ پر صرف ایک مسئلہ امکانِ کذب میں اُٹھہتر (۷۸) وجہ سے لزومِ کُفر کا ثبوت دیا کُفر سے کفِ لِسان ہی کیا۔'' (احمد رضاخان بریلوی، مولانا، مفتی، امام: الکوکبة الشہابیة فی کفریات ابی الوہابیة، صفحہ ۷، فتاویٰ رضویہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

''حاش للہ! حاش للہ! ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز اُن کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ اُن کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ کے کُفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لاالٰہ الاّاللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن و جلی نہ ہو جائے اور حکمِ اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی نہ رہے۔'' (احمد رضاخان بریلوی، مولانا، مفتی، امام: سبحٰن السبوح عن كذب عيب مقبوح، صفحہ ۱۲۰، فتاویٰ رضویہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

''میرا (یعنی امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مسلک یہ ہے کہ وہ (یعنی اسماعیل دہلوی) یزید کی طرح ہے، اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے، اور خود کہیں گے نہیں۔'' (مصطفیٰ رضا خان بریلوی، مولانا مفتی: ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۱۰ حصہ اوّل، حامد اینڈ کمپنی، لاہور)

اعلیٰ حضرت پر عبدالحی لکھنوی کا ایک اور الزام اور اس کا جواب

ابوالحسن عبدالحی لکھنوی نے اعلیٰ حضرت کو الزام دیتے ہوئے لکھا،

"وكان لايتامع ولايسمع بتأويل فى كفر من لايوافقه على عقيدته و تحقيقه او من يدى فيه انحرافاً عن مسلكه و مسلك آبائه۔" (نزهة الخواطر، جلد ۸ صفحہ ۳۹)

یعنی، وہ ایسی تاویل کُفر نہ سنتا ہے اور نہ سننے دیتا ہے جو اُس کے عقیدے اور تحقیق کے خلاف ہوتی ہے یا جس میں اُس کے آباء یا اُس کے مسلک سے انحراف ہوتا ہے۔

ہونا بھی یہی چاہئے کہ جو تاویل مسلک اہلسنّت اور اجماع کے خلاف ہو وہ غیر معتبر ہے۔ دوسری بات یہ کہ اعلیٰ حضرت پر یہ الزام لگانا کہ وہ اپنی تحقیق کے خلاف کسی کی کوئی تاویل نہ سنتے

تھے، سراسر خلافِ واقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کی شان کے خلاف لکھی جانے والی گستاخانہ عبارت کے حق میں کی جانے والی کسی بھی تأویل کو نہیں سنتے تھے۔ اِس لئے کہ، ''اس کا کیا خوف، دل میں کیا برملا فحش گالیاں دیتے ہیں بعض خُبثاء تو مغلظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں۔ پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں، اِس سے زیادہ میری ذات پر حملے کریں، میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزّ وجلّ نے مجھے دین کی سپر (یعنی ڈھال) بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے گالیاں دیتے، بُرا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ و رسول جلّ جلالہٗ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص سے باز رہتے ہیں۔ ادھر سے کبھی اِس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا، اور نہ کچھ بُرا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزّت اُن کی عزّت پر نثار ہونے کے لئے ہے۔'' (ملفوظات، صفحہ ۱۷٤، حامد اینڈ کمپنی، لاھور)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہی گواہی تیری

امام اہلسنّت امام احمد رضا مُحدِث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرینِ دیوبند کی تکفیر عشقِ رسول کی بناء پر کی ہے اِس کا دیوبندیوں کو بھی اقرار ہے،

''میرے (یعنی اشرفعلی تھانوی) دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے، وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشقِ رسول کی بناء پر کہتا ہے کسی اورغرض سے تو نہیں کہتا۔''

("چٹان" لاھور ۲۳/اپریل ۱۹٦۲ء)

''یہ احقر (شیخ الادب دارالعلوم دیوبند مولوی اعزاز علی) یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اِس دَور کے اندر کوئی مُحقِق اور عالِم دین ہے تو وہ احمد رضا خان بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خان کو، جسے ہم آج تک کافر (جب خود دیوبندی اعلیٰ حضرت کو کافر کہتے ہیں تو پھر اعلیٰ حضرت سے کیوں شکوہ کرتے ہیں کہ انھوں نے ہماری تکفیر کی ہے؟)، بدعتی، مشرک کہتے رہے ہیں، بہت وسیع النظر اور بلند خیال علو ہمت عالِم دین صاحبِ فکرونظر پایا۔ آپ کے دلائل قرآن وسنّت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں، لہٰذا میں آپ کو مشورہ دوں گا اگر آپ کو کوئی مشکل مسئلہ میں کسی قسم کی اُلجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں جا کر مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی سے تحقیق کریں۔'' (رسالہ "النور" شوال المکرم ۱۳٤۲ھ، صفحہ ٤۰، تھانہ بھون)

میرا بھی دیوبندیوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لینے کی بجائے اپنے شیخ الادب دارالعلوم دیوبند مولوی اعزاز علی دیوبندی کی طرح اعلیٰ حضرت کی تصانیف کا مطالعہ کریں اور اُن کے دامن سے وابستہ ہوجائیں۔ کیونکہ بقول اعزاز علی دیوبندی کے اعلیٰ حضرت کے دلائل قرآن وسنّت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں۔

جناب شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں کہ، ''مولانا احمد رضا خان کو تکفیر کے جُرم میں بُرا کہنا بہت ہی برا ہے کیونکہ وہ ایک بہت بڑے عالِم دین اور بلند پایہ مُحقِق تھے۔ مولانا احمد رضا خان کی رحلت عالمِ اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔''

(ماھنامہ "ھادی" ذوالحجہ ۱۳٦۹ھ، صفحہ ۲۱، دیوبند)

علمائے دیوبند کے تکفیری بم

علمائے دیوبند اعلیٰ حضرت کو تو اِلزام دیتے ہیں کہ انھوں نے بلاوجہ اکابرینِ دیوبند کی تکفیر کی لیکن جب گنگوہ، انبیٹھہ، نانوتہ اور تھانہ بھون کی چاردیواری میں داخل ہوتے ہیں تو انھیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے تو اکابرینِ دیوبند کی تکفیر اِس وجہ سے کی ہے کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کی شان میں گُستاخانہ عبارات لکھی ہیں۔ لیکن خود اکابرینِ دیوبند نے لوگوں کی تکفیر بلاوجہ کی ہے اِس کے باوجود موجودہ دَور کے دیوبندی خاموش ہیں۔

''ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زیدہ مجدہ نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ لطافت علی عرف حافظ مینڈھو شیخ پوری کیسے شخص تھے حضرت (رشید احمد گنگوہی) نے فرمایا ''پکا کافر تھا۔'' (عاشق الٰہی میرٹھی مولوی، مؤرخ: تذکرۃ الرشید، جلد ۲ صفحہ ۲٤۲، ادارہ اسلامیات، لاھور)

علمائے دیوبند کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ ان کے قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی نے ایک حافظ قرآن کو پکا کافر کہا ہے تو کس وجہ سے کہا ہے؟ اس کے بعد ایک واقعہ لکھا ہے جسے پڑھنے کے بعد اِن لوگوں کو چلو میں پانی لینا چاہئے اور ڈوب مرنا چاہئے،

''ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں

نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا'' میاں صاحب ہم نے اُس سے بہتیرہ کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اُس نے کہا میں بہت گُناہگار ہوں اور بہت رُوسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں'' میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اُسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا'' بی تم کیوں نہیں آئیں تھیں؟'' اُس نے کہا کہ حضرت رُوسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے'' بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون (معاذ اللہ!) وہ تو وہی ہے'' رنڈی یہ سُن کر آگ ہوگئی اور خفا ہوکر کہا'' لاحول ولا قوۃ'' اگر چہ میں رُوسیاہ و گُنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہوکر سرنگوں رہ گئے اور وہ اُٹھ کر چل دی۔'' (تذکرۃ الرشید، جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

اِن لوگوں سے تو رنڈی اچھی نکلی کہ باوجود بدکار ہونے کے اللہ تعالیٰ کی توہین برداشت نہ کر سکی اور ایسے پیر کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ دیوبندیوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے لیکن یہ نرالے مُوحد ہیں کہ پورے عالم اسلام کو مُشرک کہتے پھرتے ہیں لیکن اُدھر اُن کی توحید میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا بلکہ رشید احمد گنگوہی ضامن علی جلال آبادی کے بارے میں کہتا ہے کہ،

''ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔'' (تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

شرفعلی تھانوی نے لڑکیوں کے لئے ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام انھوں نے'' بہشتی زیور'' رکھا ہے۔ اِس کتاب میں جہاں اور'' مسائل'' کا بیان ہے وہاں'' کفر اور شرک کی باتوں کا بیان'' کے عنوان کے تحت شرفعلی تھانوی نے شرکیہ ناموں کی فہرست بھی لکھی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے،

''سہرا باندھنا، چوٹی رکھنا، بدھی پہنانا، فقیر بنانا، علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا۔'' (شرفعلی تھانوی، مولوی: بہشتی زیور حصہ اوّل صفحہ ۳۶ تاج کمپنی لمیٹڈ)

سوال: نبی بخش، پیر بخش، سالار بخش، مدار بخش، ایسے ناموں کا رکھنا کیسا ہے؟ جواب: ایسے نام موہوم شرک ہیں اُن کو بدلنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم'' (فتاویٰ رشیدیہ'' تالیفات رشیدیہ'' صفحہ ۷۸)

شرکیہ ناموں کی فہرست تو ملاحظہ فرمالی۔ اب ذرا رشید احمد گنگوہی کا پدری نسب نامہ ملاحظہ فرمایئے:

''مولانا رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی بن قاضی علی اکبر بن قاضی محمد اسلم الانصاری۔''

اور مادری نسب نامہ،'' مولانا رشید احمد صاحب بن مسماۃ کریم النساء بنت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد بن فتح محمد بن تقی محمد بن صالح محمد بن قاضی محمد کبیر الانصاری۔''

(تذکرۃ الرشید، جلد ۱، صفحہ ۱۳)

رشید احمد گنگوہی کے فتوے کے مطابق اُس کے اپنے دادا اور نانا کا نام شرکیہ ہے اور انھیں بدلنا چاہئے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں لو صیاد خود اپنے دام میں آ گیا

''چوں آنکہ درآں کلمات شرکیہ مذکور اند اندیشہ خرابی عقیدہ عوام است لہٰذا ورد آں ممنوع ہست پس تعلیم ہمانا سم قاتل بعوام سپردن ست کہ صدہا مردم بفساد عقیدہ شرکیہ مبتلا شوند و موجب ہلاکت ایشاں گردد۔'' فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رشیدیہ'' تالیفاتِ رشیدیہ'' صفحہ ۱۴۶)

یعنی، چونکہ اس میں (یعنی درودِ تاج) الفاظِ شرکیہ بھی ہیں اندیشہ عوام کے عقیدہ کی خرابی کا ہے لہٰذا اِس کا پڑھنا ممنوع ہے۔ پس درودِ تاج کی تعلیم دینا اِسی طرح ہے کہ عوام کو زہر قاتل دے دیا جائے کیونکہ بہت سے آدمی عقیدہ شرکیہ کے فساد میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

درودِ تاج حضرت علامہ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، لہٰذا گنگوہی کے فتویٰ کی رُو سے حضرت علامہ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ مشرک ٹھہرے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اِن عبارات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اکابرینِ دیوبند کی تکفیر کی ذمہ داری اعلیٰ حضرت پر عائد نہیں ہوتی، خود اکابرینِ دیوبند اِس کے ذمہ دار ہیں۔ نہ اکابرینِ دیوبند اِن گھٹیا عبارات کو اپنی کتابوں میں لکھتے اور نہ انھیں یہ دن دیکھنا پڑتا۔

برادرانِ اہلسنّت مسئلہ تکفیر کے بارے میں احقاق حق اور ابطال باطل کی نیت سے یہ چند سُطور حاضر ہیں۔ سمجھ داروں کے لئے یہ چند سُطور ہی کافی ہیں اور جن کے دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں اُن کے لئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام اہلسنّت کو صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور بد مذہبوں کے غلط پروپیگنڈہ سے محفوظ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہلسنّت کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

کیا امام احمد رضا نے بدعات کو فروغ دیا ہے؟

کوئی دَور تھا کہ علومِ دینیہ میں خاندانِ دہلوی کا پورے ہندوستان میں کوئی بھی ہم پلّہ نہ تھا اور یہ خاندان عقائدِ اہلسنّت پر سختی سے کاربند تھا۔ اِس خاندان میں شاہ عبدالرحیم مُحدّث دہلوی، شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلوی، شاہ عبدالعزیز مُحدّث دہلوی، شاہ عبدالغنی مُحدّث دہلوی، شاہ عبدالقادر مُحدّث دہلوی جیسے علماء نے جنم لیا جن پر سنّیت کو ناز تھا۔ لیکن شومئی قسمت اِسی دہلوی خاندان کے ایک فرد اسماعیل دہلوی بن شاہ عبدالغنی مُحدّث دہلوی نے اہلسنّت سے اعتزال کر کے ایک نئی راہ اختیار کی اور ہندوستان میں وہابیت کا پرچار شروع کر دیا اور ''تقویۃ الایمان'' نامی بدنام زمانہ کتاب لکھ ڈالی۔ اِس کتاب میں اسماعیل دہلوی نے انبیاء اور اولیاء کی شان میں خوب گستاخیاں کیں۔ یہ کتاب دراصل بدنامِ زمانہ گستاخِ رسول محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب ''کتابُ التوحید'' کا خلاصہ تھی۔ اس کتاب میں اسماعیل دہلوی نے انبیاء اور اولیاء کو بُتوں کی صف میں لا کھڑا کیا اِسی وجہ سے اِس کتاب کو انگریزوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اِس کو چھپوا کر پورے ہندوستان میں مُفت تقسیم کیا۔ اِس کتاب کی اشاعت سے پورے ہندوستان میں ہلچل مچ گئی۔ علمائے اہلسنّت میدان میں آ گئے اور ہر طرف سے اِس کتاب کی تردید شروع ہو گئی۔ جن علماء نے کتاب ''تقویۃ الایمان'' کی تردید کی اُن میں اسماعیل دہلوی کی چچا زاد بھائی ''مولانا مخصوص اللہ دہلوی'' بھی تھے، حضرت مولانا نے ''تقویۃ الایمان'' کو ''تفویۃ الایمان'' قرار دیا۔ ۱۲۴۰ھ کو دہلی کی جامع مسجد میں مجاہدِ تحریکِ آزادی حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل دہلوی سے مناظرہ کیا اور اس کو چاروں شانے چت کر دیا۔ اسماعیل دہلوی نے عقائدِ باطلہ سے توبہ کرنے کی بجائے اُن کی اشاعت جاری رکھی اور بالآخر بالاکوٹ کے مقام پر پٹھانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ اسماعیل دہلوی کے مر کر مٹی میں ملنے کے بعد اُس کے مِشن کو رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاسم نانوتوی اور اشرف علی تھانوی نے جاری رکھا، انگریز حکومت سے ماہانہ وظائف اور قطب العالم، حجۃ الاسلام اور حکیم الامت جیسے خطابات حاصل کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس نازک دَور میں دین کی تجدید کے لئے امام احمد رضا خان مُحدّث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو

پیدا فرمایا۔ آپ نے اِن فتنوں کی سرکوبی فرمائی اور علمائے حرمین شریفین سے فتاویٰ حاصل کر کے شاتمانِ رسول ٹولے کے فرار کے راستے مسدود کر دیئے۔ فرزندانِ شیخ نجدی کو چاہئے تو یہ تھا اپنے عقائدِ باطلہ سے توبہ کرتے۔ لیکن توبہ تو اُن کے نصیب میں نہ تھی ''اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کا مصداق امام اہلسنّت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف ایک محاذ قائم کر لیا اور اُن کو بدعتی اور بدعات کا مُوجِد مشہور کر دیا۔ اِس بات کا اندازہ حسین احمد ٹانڈوی کی کتاب ''الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب'' سے لگایا جا سکتا ہے جس میں حسین احمد ٹانڈوی نے اعلیٰ حضرت کو ۶۴۰ گالیاں دی ہیں جن میں سے چند گالیاں مُجدِد التکفیر، مجدد التضلیل، دجال بریلوی، مُجدِد دالد جالین، دجال المجدِد دین، اعلیٰ درجہ کا دجال، مخربِ دین، بریلوی شیطان، رزیل النسب اور بدعات شیطانی میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ جس میت کو کھدر کا کفن نہ دیا گیا ہو اُس کا جنازہ نہ پڑھانے کی بدعت کے مُوجِد خود ٹانڈوی صاحب ہیں۔ جھوٹے بندے کی علامت ہوتی ہے کہ جب اُس کے پاس اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے دلیل نہ ہو تو گالی گلوچ پر اُتر آتا ہے، کچھ یہی معاملہ ٹانڈوی کے ساتھ بھی ہے۔ (فاضل دیوبند عامر عثمانی نے ''ماہنامہ تجلّی'' میں اِن گالیوں کو مہذّب گالیاں کہا ہے) گویا کسی کو گالیاں دینا دیوبندی تہذیب میں مہذّب کام ہے۔ اگر یہ مہذّب گالیاں ہیں تو ٹانڈوی کی غیر مہذّب گالیاں کیسی ہوں گی؟

اسی طرح ابوالحسن عبدالحی لکھنوی نے اعلیٰ حضرت کے متعلق یوں لکھا ہے،

"و کان ینتصر للرّسوم والبدع الشائعة وقدّ الّف فیھا رسائل مستقلّة" (نزہۃ الخواطر جلد ۸ صفحہ ۴۰)

یعنی، وہ مروّجہ بدعات کے حامی تھے اور اِس سلسلے میں انھوں نے کئی ایک مستقل رسائل شائع کئے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس قدر شدت سے بدعات کا ردّ امام اہلسنّت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے آپ کے ہمعصروں میں اس کی نظیر نہیں ملتی، ایک ایک مسئلہ میں دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔ ''فتاویٰ رشیدیہ'' کی طرح نہیں کہ فلاں حرام، فلاں ناجائز اور دلیل؟ دارد۔ ذیل میں کچھ بدعات اور اعلیٰ حضرت کی طرف سے ان کا ردّ پیش کئے جا رہے ہیں،

سجدۂ تعظیمی

اِس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت اور اہلسنّت کو دیوبندیوں نے سب سے زیادہ بدنام کیا ہوا ہے کہ اہلسنّت قبروں کو سجدے کرتے ہیں۔ حقیقت اِس کے برعکس ہے۔ اعلیٰ حضرت کے ایک ہمعصر خواجہ حسن نظامی نے ''مُرشِد کو سجدۂ تعظیمی'' کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا۔ اعلیٰ حضرت نے اُس کے جواب میں قرآن کی دو (۲) آیات، ایک چالیس (۴۰) احادیث اور ایک سو پچاس (۱۵۰) فقہی نُصوص سے اُس کا ردّ فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں،

''مسلمان! اے مسلمان! شریعت مصطفوی کے تابع فرمان! یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عزّ جلالہٗ کے سوا کسی کے لئے نہیں، اُس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین اور کُفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین اور اُس کے کُفر ہونے میں اختلاف علمائے دین۔'' (احمدرضاخان بریلوی، مولانا، مفتی، امام: الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیۃ، فتاوی رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۲۹ رضافاؤنڈیشن لاہور)

مزید فرماتے ہیں،

''مسلمان دیکھیں ہم نے حدیث سے ثابت کردیا کہ سجدۂ تحیت حرام ہے۔ خود بکر کی مُسلّم اور نہایت معتمد کُتبِ فقہ سے ثابت کردیا کہ سجدۂ تحیت سُور کھانے سے بھی بدتر حرام ہے۔'' (الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیۃ، فتاوی رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۳)

مزار کا طواف

سجدۂ تعظیمی کے بعد مزار کا طواف ایسا مسئلہ ہے جس میں نجدیوں نے اہلسنّت کو بدنام کرنے کی ناپاک سعی کی ہے اور اہلسنّت کے لئے قبر پرست، قبوری، قبر پجوے وغیرہ القابات استعمال کرتے ہیں اور آئے روز مسلمانوں کو مُشرک کہتے رہتے ہیں۔ اِس سلسلے میں امام اہلسنّت امام احمد رضا مُحدِث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مؤقف ملاحظہ فرمائیں،

''مزار کا طواف کہ بہ نیتِ تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطّواف مخصوص بخانہ کعبہ ہے۔ مزار کو بوسہ دینا نہ چاہئے۔ علماء اِس میں مختلف ہیں۔ اور بہتر بچنا، اور اِس میں ادب زیادہ

ہے۔ اور آستانہ بوسی میں حرج نہیں۔'' (احمدرضاخان بریلوی، مولانا، مفتی، امام: بریق المنار بشموع المزار، فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۲۸ رضافاؤنڈیشن لاہور)

''بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طوافِ تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خُدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے، اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔'' (احمد رضا خان بریلوی، مولانا، مفتی، امام: احکام شریعت حصہ سوم)

میت کے گھر دعوت

میت کے گھر دعوت کے بارے میں امام اہلسنّت امام احمد رضا مُحدِث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں،

''سبحان اللہ! اے مسلمان! یہ پوچھتا ہے جائز ہے کیا؟ یہ پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔'' (احمدرضاخان بریلوی، مولانا، مفتی، امام: جلی الصوت لنھی الدعوت امام موت، فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۶۲ رضافاؤنڈیشن لاہور)

''اولاً: یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ قبیحہ ہے۔

ثانیاً: غالباً ورثا میں کوئی یتیم اور بچہ نابالغ ہوتا ہے، یا اور ورثا موجود نہیں ہوتے، نہ اُن سے اس کا اذن لیا جاتا ہے، جب تو یہ امر سخت حرامِ شدید متضمن ہوتا ہے۔'' (جلی الصوت لنھی الدعوت امام موت، فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۶۴)

''ثالثاً: یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں اور افعالِ منکرہ کرتی ہیں، مثلاً چلّا کر رونا پیٹنا، بناوٹ سے منہ ڈھانکنا، الیٰ غیر ذٰلک۔ اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے۔ ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی۔'' (جلی الصوت لنھی الدعوت امام موت، فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۶۵)

رابعاً: اکثر لوگوں کو اِس رسم شنیع کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ ضیافت کرنی پڑتی ہے یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم کو بھول کر اِس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اِس میلے کے لئے کھانا، پان چھالیا کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے۔'' (جلی الصوت لنھی الدعوت امام موت، فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۶۶)

بلند آواز سے قرآن کی تلاوت

حلقہ باندھ کر سب (قرآن) پڑھیں تو ضرور احسن ہے مگر اِس حالت میں لازم ہوگا کہ سب آہستہ پڑھیں قرآن مجید میں منازعت کہ سب اپنی اپنی بآواز پڑھیں اور ایک دوسرے کی نہ سُنیں ناجائز و حرام ہے اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے کان لگا کر سنو اور بالکل چُپ رہو اس اُمید پر کہ رحمت کئے جاؤ۔ (احمد رضا خان بریلوی، مولانا، مفتی، امام: التّنبیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ، صفحہ ٤٤، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

جوتا پہنے ہوئے کھانا کھانے کا حکم

کھاتے وقت جوتے اُتارے جوتا پہنے کھانا اگر اِس عُذر سے ہو کہ زمین پر بیٹھا کھا رہا ہے اور فرش نہیں جب تو صرف ایک سنت مستحبہ کا ترک ہے اِس کے لئے بہتر یہی تھا کہ جوتا اُتار لے اور اگر میز پر کھانا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے تو یہ وضع خاص نصاریٰ کی ہے اور اِس سے دُور بھاگے اور رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد یاد کرے:

من تشبہ بقوم فھو منھم

جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ (التّنبیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ، صفحہ ٩٢)

درود شریف کی جگہ مہمل الفاظ لکھنا

سوال میں جو عبارت ''دلیل الاحسان'' سے نقل کی اُس میں اور خود عبارت سوال میں ''ﷺ'' کی جگہ ''صلعم'' لکھا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے یہ بلا عوام تو عوام صدی کے بڑے بڑے اکابر وفحول کہلانے والوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی ''صلعم'' لکھتا ہے کوئی ''صللم'' کوئی فقط ''ص'' کوئی ''علیہ الصلوٰۃ والسلام'' کے بدلے ''عم'' یا ''م''۔ (اِس بدعت کے مُوجِد دیوبندی وہابی ہیں جس کا اندازہ اُن کی کُتب کے مطالعہ سے کیا جاسکتا ہے) ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کے لئے کیسی کیسی عظیم برکات سے دُور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی

کا ڈانڈا پکڑتے ہیں۔ (التّنبیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ، صفحہ ٦٠)

بچے کے سر پر کسی ولی کے نام کی چوٹی رکھنا

بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اُس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں اُس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر مونڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں۔ پھر میعاد گذار کر مزار پر لیجا کر وہ بال اُتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (التّنبیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ، صفحہ ٨٣)

قبر پر عود لوبان سلگانا

عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفسِ قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہیے اگرچہ کسی برتن میں ہو:

لمافیہ من التفاؤل القبیح بطلوع الدّخان من علی القبر و العیاذ باللہ

یعنی، اس لئے کہ قبر کے اُوپر سے دُھواں اُٹھنے میں بدفالی ہے اللہ کی پناہ۔

(التّنبیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ صفحہ ٨٤)

قبر پر چراغ جلانا

''قبر پر خواہ کہیں حاجت سے زیادہ اور بے منفعت روشنی کہ لغو اسراف ہو ممنوع ہے۔ یونہی خود قبر پر چراغ رکھنا کہ سقفِ قبر حق میت ہے اور اِس میں اُس کی اذیت اور جوان مخدورات سے پاک ہو وہاں روشنی ممنوع نہیں۔'' (احمد رضا خان بریلوی، مولانا، مفتی، امام: عرفانِ شریعت حصہ دوم صفحہ ٤٥ شبیر برادرز لاہور)

قبر پر نماز پڑھنا

''قبر پر نماز پڑھنا حرام۔ قبر کی طرف نماز پڑھنا حرام۔ اور مسلمان کی قبر پر قدم رکھنا حرام۔ قبروں پر مسجد بنانا یا زراعت وغیرہ کرنا حرام۔'' (عرفانِ شریعت حصہ سوم صفحہ ٧٤)

نکاح کے وقت ڈھول باجے کا حکم

باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ٤٥)

تعزیہ کا حکم

عرض: تعزیہ میں لہو ولعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟

ارشاد: نہیں چاہیے۔ ناجائز کام میں جس طرح جان و مال سے مدد کرے گا یوں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام، ''درمختار'' و'' حاشیہ علامہ طحطاوی'' میں ان مسائل کی تصریح ہے۔ آجکل لوگ اِن سے غافل ہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۱۵ حصہ دوم)

''مگر جہال نے اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں، اول تو نفسِ تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی، ہر جگہ نئی نئی تراش نئی گھڑت جسے اس نقل سے علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں بُراق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بہ کوچہ ودشت بدشت، اشاعتِ غم کے لئے اُن کا گشت، اور اُن کی سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی، کوئی اُن تصویروں کو جُھک جُھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے، کوئی اُن مایۂ بدعات کو معاذ اللہ معاذ اللہ جلوہ گاہِ حضرت امام علیٰ جدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل، اور اس طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔'' (اعالی الافادۃ فی تعزیہ الھند وبیان شہادۃ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۲)

''مگر لنگر لٹانا جیسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں اور کچھ زمین پر گرتی ہیں، کچھ پاؤں کے نیچے ہیں، یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے، بہت علماء نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دولہا دولہن کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل نے خَلق کی حاجت روائی کے لئے بنایا ہے تو اُسے پھینکنا نہیں چاہئے روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے۔'' (اعالی الافادۃ فی تعزیہ الھند وبیان شہادۃ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۲۱)

''اب کہ تعزیہ اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے۔'' (اعالی الافادۃ فی تعزیہ الھند وبیان شہادۃ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۳)

محرم کو روٹیاں لُٹانا بیہودہ رسم ہے

اِن بیہودہ رُسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداع کا جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطورِ خیرات نہ رکھا، ریاء و تفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے رستے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لُٹا رہے ہیں۔ (اعالی الافادۃ فی تعزیہ الھند وبیان شہادۃ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۲)

اذان میں اضافہ کا حکم

شیعہ روافض نے اذان میں کچھ کلمات اپنی طرف سے اضافہ کر لئے ہیں اُن کے بارے میں فرماتے ہیں، ''مجھے بتوفیق اللہ عزوجل یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ کلمات جو روافض حال نے سنیوں کی ایذا رسانی کو اذان میں بڑھائے ہیں اُن کے مذہب کے بھی خلاف ہیں (۱) اُن کی حدیث وفقہ کی رُو سے بھی اذان ایک محدود عبارت محدود کلمات کا نام ہے جن میں یہ ناپاک لفظ داخل نہیں۔ (۲) اُن کے نزدیک بھی اِس اذان منقول میں اور عبارت بڑھانا ناجائز وگناہ اور اپنے دل سے ایک نئی شریعت نکالنا ہے۔ (۳) اُن کے پیشوا خود لکھ گئے کہ اِن زیادتیوں کی مُوجب ایک ملعون قوم ہے جنھیں امامیہ بھی کافر جانتے ہیں۔'' (الادلۃ الطاعنہ فی اذان الملاعنہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۴۷۴)

''دیکھو امامیہ کا شیخ صدوق کیسی صاف شہادت دے رہا ہے کہ اذان کے شروع میں ہی وہی اٹھارہ کلمے ہیں اور اُن پر یہ زیادتیاں مفوضہ کی تراشی ہوئی ہیں اور صاف کہتا ہے لَعَنَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اُن پر اللہ لعنت کرے۔'' (الادلۃ الطاعنہ فی اذان الملاعنہ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۴۷۷)

''اب کہ یقیناً ثابت کہ کلمہ مذکورہ خود اُن کے مذہب میں بھی نہیں، نہ صاحبِ شرع اسے اِس کی روایت نہ حضرات آئمہ اطہار سے اِس کی اجازت، نہ اُن کے پیشواؤں کے نزدیک اذان کی یہ ترتیب وکیفیت، بلکہ خود انہی کی معتبر کتابوں میں تصریح کہ اذان میں اتنا بڑھانا بھی حرام ہے کہ ''اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰه''، اور یہ زیادتیاں اِس فرقہ ملعونہ کی نکالی ہوئی ہیں۔ جو باتفاق اہلسنّت وشیعہ کافر ہیں۔'' (الادلۃ الطاعنہ فی اذان الملاعنہ، ص ۴۷۹)

بزرگانِ دین کی تصاویر کا حکم

’’ترکِ اہانت بوجہ تصویر ہی ہو مگر تصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہو جیسے جہاں زینت و آرائش کے خیال سے دیواروں پر لگاتے ہیں یہ حرام ہے اور مانع ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ خود صورت ہی کا اکرام مقصود ہوا گرچہ اُسے معظم وقابلِ احترام نہ مانا۔‘‘ (احمد رضا خان بریلوی، مولانا، مفتی، امام: فتاوی رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۶۰۴ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

’’صرف ترکِ اہانت نہ ہو بلکہ بالقصد تصویر کی عظمت وحُرمت کرنا، اُسے معظم دینی سمجھنا، اسے تعظیما بوسہ دینا، سر پر رکھنا، آنکھوں سے لگانا، اُس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا اُس کے لائے جانے پر قیام کرنا، اُسے دیکھ کر سر جھکانا وغیر ذلک افعال تعظیم بجالانا یہ سب اخبث اور سب قطعاً یقیناً اجماعاً اشد حرام، سخت کبیرہ ملعونہ ہے اور صریح کُھلی بُت پرستی سے ایک قدم ہی پیچھے ہے۔‘‘ (عطایا القدیر فی حکم التصویر جلد ۲۴ صفحہ ۷۰)

عرض: بزرگانِ دین کی تصاویر بطورِ تبرک لینا کیسا ہے؟

ارشاد: کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام وحضرت اسمٰعیل علیہ السلام وحضرت مریم علیہا السلام کی تصاویر بنی تھیں کہ یہ متبرک ہیں، ناجائز فعل تھا۔ حضور اقدس نے خود دستِ مبارک سے انہیں دھو دیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۱۵ حصہ دوم)

مزارات پر عورتوں کی حاضری

’’عورتوں کا مقابر اولیاء ومزاراتِ عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔‘‘ (جمل النور بشموع المزار فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۳۶)

’’عورتوں کو زیارتِ قبور منع ہے۔ حدیث میں ہے ”لَعَنَ اللّٰہُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ“ اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔ مجاور مردوں کو ہونا چاہئے۔ عورت مجاور بن کر بیٹھے اور آنے جانے والوں سے اختلاط کرے یہ سخت بد ہے۔ عورت کو گوشہ نشینی کا حکم ہے، نہ یوں مردوں کے ساتھ اختلاط کا جس میں بعض اوقات مردوں کے ساتھ تنہائی بھی ہوگی، اور یہ حرام ہے۔‘‘ (جمل النور بشموع المزار فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۳۷)

’’میں اُس رُخصت کو جو ’’بحر الرائق‘‘ میں لکھی ہے نظر بحالات نساء سوائے حاضری روضہ انور کہ واجب یا قریب بواجب ہے، مزاراتِ اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع ’’غنیۃ‘‘ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا، خصوصاً اِس طوفانِ بے تمیزی رقص مزامیر وسرور میں جو آج کل جُہال نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اُس کی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حُدی خوانی بالحان خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر انہیں نازک شیشیاں فرمایا۔‘‘ (جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور فتاوی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۴۱)

عرض: حضور اجمیر میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے کہ نہیں؟

ارشاد: ’’غنیۃ‘‘ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزار پر جانا جائز ہے کہ نہیں، بلکہ یہ پوچھو کہ اُس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحبِ قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔‘‘

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۳۷ حصہ دوم)

ایامِ وبا میں بکرے کی کھال دفن کرنا

ایامِ وبا میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورۂ یٰسین شریف اور بائیں میں سورۂ مزمل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے اردگرد پھرا کر چورا ہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال دوسری زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

ارشاد: ’’کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چورا ہے پر لے جا کر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کر دے۔‘‘

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۶۰ حصہ سوم)

مُردے کے ساتھ مٹھائی لے جانا

مُردے کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کے لئے لے جانا کیسا ہے؟

ارشاد: ’’ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اِس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں، یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ

بھی ہوتو بھی مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں۔قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲٦٤ حصہ سوم)

پیر سے پردہ اور بے پردہ بیعت کا حکم

(۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں؟ (۲) ایک پیر صاحب عورتوں سے بے حجاب کے حلقہ کراتے ہیں، اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں، توجہ ایسی دیتے ہیں کہ عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں، اچھلتی کودتی ہیں اور اُن کی آواز مکان سے باہر دُور سنائی دیتی ہے۔ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟

''(۱) پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو (۲) یہ صورت محض خلافِ شرع وحیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہئے۔'' (احکامِ شریعت حصہ دوم صفحہ ٤٠)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اعلیٰ حضرت نہ خود بدعتی تھے اور نہ ہی انھوں نے بدعات کو فروغ دیا۔ اِس بات کا اعتراف دیوبندیوں کو بھی ہے، سیّد سلیمان ندوی نے لکھا کہ ''اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں، حیران رہ گیا کہ یہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں، جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہلِ بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں، مگر آج پتا چلا کہ نہیں، ہرگز نہیں، یہ اہلِ بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالمِ اسلام کے اسکالر اور شاہکار نظر آتے ہیں۔ جس قدر مولانا مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے، اِس قدر گہرائی تو میرے استادِ مکرم جناب مولانا شبلی نعمانی صاحب اور ضرت حکیم الامت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی اور مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ التفسیر علامہ شبیر احمد عثانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں میں ہے۔'' (سیّد سلیمان ندوی، مولوی: ماہنامہ ''ندوہ'' اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۷)

شبلی نعمانی نے لکھا کہ ''مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت متشدد ہیں، لیکن اُس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالمِ دین اس کے سامنے پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ اِس احقر نے بھی آپ کی متعدد کتابیں جن

میں احکامِ شریعت اور دیگر کتابیں بھی شامل ہیں اور نیز یہ کہ مولانا کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ ''الرضا'' بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور وخوض دیکھی ہیں، جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔'' (ماہنامہ ''ندوہ'' اکتوبر ۱۹٦٤ء صفحہ ۱۷)

معین الدین ندوی نے لکھا کہ ''مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم اِس دور کے صاحب علم ونظر علماء مصنّفین میں سے تھے، دینی علوم خصوصاً فقہ وحدیث پر اُن کی نظر وسیع اور گہری تھی۔مولانا نے جس دقتِ نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جواب تحریر فرمائے ہیں، اُس سے اُن کی جامعیت، علمی بصیرت، قرآنی استحضار، دیانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔اُن کے عالمانہ محققانہ فتاوے مخالف وموافق ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں۔''

(معین الدین ندوی، ادیب: ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ ستمبر ۱۹٤۹ء)

مولوی محمد یوسف بنوری کے والد زکریا بنوری نے لکھا کہ،

''اگر اللہ تعالیٰ ہندوستان میں احمد رضا بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی۔''

برادرانِ اہلسنّت دیوبندیوں کی اِن مسلمہ شخصیات کے ان تاثرات کے بعد ابوالحسین عبدالحی لکھنوی اور دیوبندیوں کے کھدر پوش شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی کی تحریروں کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ افسوس تو اِس بات کا ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے ناموں کے ساتھ اتنے بڑے بڑے القابات لگواتے ہیں اور ساری زندگی اُن کی اس کام میں گزر جاتی ہے کہ ''صرف ہم لوگ ہی حق پر ہیں باقی ہمارے علاوہ سب گمراہ ہیں۔'' اور پھر بد دیانتیوں کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔کیا اہلِ حق کا یہی شیوہ وشعار ہے؟

امام اہلسنّت امام احمد رضا مُحدِث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدعات کا ردّ اِس شدت سے فرمایا ہے کہ آپ کے ہمعصروں میں اُس کی مثال نہیں ملتی۔احقاق حق کے لئے یہ چند اقوال پیش کئے گئے۔ دانشمندوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے، مگر جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹیاں بندھی ہوئی ہیں اُن کے لئے دلائل کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام اہلسنّت کو صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس تحریر کو بھٹکے ہوؤں کے لئے نافع بنائے۔آمین

وما علینا الا البلاغ المبین